جامعہ مدنیہ جدید کا ترجمان
علمی دینی اور اصلاحی مجلہ

انوارِ مدینہ
لاہور

جولائی
۲۰۱۶ء

بیاد
عالمِ ربانی محدثِ کبیر حضرۃ مولانا سید حامد میاں رحمہ اللہ
بانیٔ جامعہ مدنیہ جدید

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ماہنامہ

انوار مدینہ

شمارہ : ۷	شوال المکرّم ۱۴۳۷ھ / جولائی ۲۰۱۶ء	جلد : ۲۴

سیّد مسعود میاں	سیّد محمود میاں
نائب مُدیر	مُدیر اعلیٰ

بدلِ اشتراک

پاکستان فی پرچہ 25 روپے......سالانہ 300 روپے

سعودی عرب،متحدہ عرب امارات.....سالانہ 50 ریال

بھارت،بنگلہ دیش .... سالانہ 13 امریکی ڈالر

برطانیہ،اَفریقہ .... سالانہ 13 ڈالر

اَمریکہ .... سالانہ 16 ڈالر

جامعہ مدنیہ جدید کی ویب سائٹ اور اِی میل ایڈریس

www.jamiamadniajadeed.org

E-mail: jmj786_56@hotmail.com

ترسیلِ زر و رابطہ کے لیے

''جامعہ مدنیہ جدید'' محمد آباد 19 کلو میٹر رائیونڈ روڈ لاہور

اَکاؤنٹ نمبر اَنوارِ مدینہ 2-7914-100-020-0954

مسلم کمرشل بنک کریم پارک برانچ راوی روڈ لاہور (آن لائن)

رابطہ نمبر: 042-37726702,03334249302

جامعہ مدنیہ جدید (فیکس) : 042 - 35330311

خانقاہِ حامدیہ : 042 - 35330310

فون/فیکس : 042 - 37703662

موبائل : 0333 - 4249301

مولانا سیّد رشید میاں صاحب طابع و ناشر نے شرکت پرنٹنگ پریس لاہور سے چھپوا کر

دفتر ماہنامہ ''اَنوارِ مدینہ'' نزد جامعہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ لاہور سے شائع کیا

اس شمارے میں

حرفِ آغاز		۴
درسِ حدیث	حضرت اَقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب	۱۲
دورِ حاضر کے سیاسی اور اِقتصادی مسائل اور اِسلامی تعلیمات واِشارات	حضرت اَقدس مولانا سیّد محمد میاں صاحب	۱۶
اِستغفار اور ذکر	حضرت اَقدس مولانا سیّد حسین احمد مدنی	۲۶
فضیلت علم اور اہلِ علم	حضرت علامہ شمس الحق صاحب اَفغانی	۳۵
فضائل کلمہ طیبہ اور اُس کی حقیقت	حضرت مولانا محمد اِدریس صاحب اَنصاری	۴۳
شوال کے چھ روزوں کی فضیلت	حضرت مولانا نعیم الدین صاحب	۵۳
گلہائے عقیدت	پروفیسر عقیل احمد صاحب صدیقی	۵۵
خوش آئند لمحات خدا کرے ثابت قدمی رہے !	جناب مولانا قاری تنویر احمد صاحب شریفی	۵۶
تقریظ وتنقید	حضرت مولانا نعیم الدین صاحب	۶۴

مخیّر حضرات سے اَپیل

جامعہ مدنیہ جدید میں بحمد اللہ چار منزلہ دارُالاقامہ (ہوسٹل) کی تعمیر شروع ہوچکی ہے پہلی منزل پر ڈھائی کروڑ روپے کی لاگت کا تخمینہ ہے، مخیّر حضرات کو اِس کارِ خیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی دعوت دی جاتی ہے، اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ (اِدارہ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حرفِ آغاز

سیّد محمود میاں

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ اَمَّا بَعْدُ !

ہمارے ہاں عجیب صورتِ حال ہے کہ مغرب کے نمک خواروں کو کھلی چھٹی ہے کہ وہ تیز ترین پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا کے ذریعہ اِنتشار کو اگر ہوا دیتے ہیں تو اِس کو '' آزادیٔ رائے '' قرار دے کر حلق سے اُتار لیا جاتا ہے لیکن اگر محراب و منبر جیسے مقدس مگر اِنتہائی محدود اور سُست رفتار نشریہ کے ذریعہ اِنتشار پھیلانے والوں کے سامنے بندگانِ خدا کی جانب سے بند لگانے کی کوشش کی جائے تو اُس کو بدامنی اور نقضِ امن جیسا عنوان دے کر اُن کو پابندِ سلاسل کر دیا جاتا ہے۔

رمضان المبارک کے شروع ہوتے ہی '' آج '' ٹی وی پر رمضان نشریات کے اینکر پرسن حمزہ علی عباسی نے اِنتہائی عیاری سے کام لیتے ہوئے پہلا وار اِسلام پر ہی کر ڈالا۔

مبلغ ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب مدظلہم العالی نے اِس '' زہریلے وار '' کا فوری اور بروقت '' تریاق '' فراہم کر کے سادہ لوح مسلمانوں کے اِیمان اور آئینِ پاکستان کی اساس کا تحفظ کرتے ہوئے ایک نشریاتی مضمون تحریر فرمایا ہے اِس کی اِفادیت کے پیشِ نظر ہم اِس کو بطورِ اِداریہ قارئین کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں :

بخدمت جناب چیئر مین پیمرا پاکستان ، اِسلام آباد

جنابِ عالی !

۱۳ر جون ۲۰۱۶ء ''آج'' ٹی وی کی رمضان نشریات کے اَینکر پرسن حمزہ علی عباسی نے اپنی نشریات میں کہا کہ

'' ریاست کو حق نہیں پہنچتا کہ وہ کسی کو غیر مسلم قرار دے ''

جنابِ عالی ! جب سے مرزا غلام اَحمد قادیانی نے جھوٹا دعویٰ نبوت کیا اُس روز سے علمائے کرام مولانا پیر مہر علی شاہ، مولانا عبداللہ لدھیانوی، مولانا نذیر حسین دہلوی، مولانا اَحمد رضا خان، مولانا علی الحائری، مولانا رشید اَحمد گنگوہی، مولانا غلام دستگیر جیسے اپنے وقت کے جید علماءِ کرام نے مرزا غلام اَحمد قادیانی اور اُس کے پیروکاروں کو مسلم اُمت سے علیحدہ قرار دیا۔ پاکستان کی پارلیمنٹ، پاکستان کی سپریم کورٹ، رابطۂ عالم اِسلامی مکہ مکرمہ، جنوبی اَفریقہ کی سپریم کورٹ غرض جتنے بھی کسی متازع مسئلہ کو طے کرنے کے فورم تھے جب قادیانی کیس اُن کے سامنے پیش ہوا تو اُنہوں نے قادیانیوں کو ملت اِسلامیہ کا کبھی حصہ قرار نہ دیا۔

۱۹۷۴ء میں پارلیمنٹ کی کارروائی میں قادیانی جماعت نے خود درخواست کر کے اِس میں شرکت کی اِجازت حاصل کی۔ اُس وقت قادیانی جماعت کے چیف گرو مرزا ناصر نے یہی بحث اُٹھائی کہ

'' کسی حکومت کو یہ حق نہیں کہ وہ کسی کو کافر قرار دے ''

مرزا ناصر سے کہا گیا کہ پاکستان کے آئین میں درج ہے کہ

'' اِس کا صدر مسلمان ہوگا ''

اگر ایک ہندو خود کو مسلمان کہہ کر پاکستان کی صدارت کے الیکشن میں حصہ لے کہ وہ مسلمان ہے تو اُس کے متعلق حکومت یا عدالت کو حق حاصل ہے کہ نہیں کہ وہ فیصلہ

کریں کہ یہ مسلمان ہے یا نہیں ؟

کوٹہ سسٹم کے تحت ایک یونیورسٹی یا کالج یا کسی سرکاری اِدارہ میں ایک غیر مسلم خود کو مسلمان کہے تو کیا اُس کے متعلق اِدارہ کے سربراہ یا عدالت کو حق حاصل ہے یا نہ کہ وہ یہ فیصلہ کریں کہ یہ شخص مسلمان ہے یا نہ ؟

غرض تفصیلی بحث کے بعد مرزا ناصر کو تسلیم کرنا پڑا کہ ہاں ! حکومت یا اِدارے کو ایسا کرنے کا حق حاصل ہے۔

جنابِ عالی ! آج قومی اسمبلی کی اِس بحث کا تمام سرکاری ریکارڈ خود حکومت نے شائع کر دیا ہے۔ توجہ طلب یہ اَمر ہے کہ مرزا قادیانی کا یہ کہنا کہ

''جس شخص کو میری دعوت پہنچی اور اُس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں، وہ خدا کے نزدیک قابلِ مواخذہ اور جہنمی ہے۔''

اِسی طرح قادیانی جماعت کے دُوسرے چیف گرو مرزا محمود نے ''آئینۂ صداقت'' نامی کتاب میں لکھا ہے کہ

''جو شخص مرزا قادیانی کو نہیں مانتا اگرچہ اُس نے مرزا کا نام بھی نہ سنا ہو وہ کافر ہے''

پھر مرزا غلام اَحمد قادیانی کے بیٹے مرزا بشیر اَحمد قادیانی کا اپنی کتاب ''کلمۃ الفصل'' میں کہنا کہ

''مرزا کے نہ ماننے والے نہ صرف کافر بلکہ پکے کافر اور دائرہ اِسلام سے خارج ہیں''

اِن حوالہ جات کے ہوتے ہوئے گویا ٹی وی اَینکر پرسن جناب حمزہ علی عباسی قادیانیوں کو تو یہ حق دیتے ہیں کہ وہ پوری دُنیا کے مسلمان کو غیر مسلم قرار دیں اور اگر ایک اِسلامی اسٹیٹ طویل بحث و مباحثہ غور و فکر و اِجتہاد کے بعد قادیانیوں کے متعلق فیصلہ کرتی ہے تو وہ غلط ہے۔

یہ فلسفہ ٹی وی پر بیان کرنا بلا وجہ نہیں، یہ ایک بہت بڑی گہری چال ہے جو دشمن

نے پاکستان کے حالات میں بگاڑ پیدا کرنے کے لیے چلی ہے۔ آج جبکہ پورے ملک میں اِنتہاء پسندی، مذہبی منافرت پھیلانے والوں کا دائرہ تنگ کیا گیا ہے اسلامیانِ وطن نے فرقہ واریت سے پناہ پا کر سکھ کا سانس لیا ہے اِس موقع پر ایک طے شدہ مسئلہ کو زیرِ بحث لانا، متنازع بنانا، یہ بلا وجہ نہیں اِس کے پس منظر پر غور کرنے کی ضرورت ہے کہ ملک کو پھر اَنارکی کی طرف دھکیلا جا رہا ہے ! ! !

جناب ! یقین جانیے کہ ایک شرعی اِسلامی متفقہ مسئلہ جس پر پارلیمنٹ بھی مہر تصدیق ثبت کر چکی ہے، عرب و عجم مشرق و مغرب کے مسلمان جس پر متفق ہیں اُسے متنازع بنا دیا جائے گا ؟ ہر گز نہیں۔ یہ قادیانیوں یا قادیانی نوازوں کی خام خیالی ہے وہ غیر مسلم ہیں جب تک مرزا قادیانی کی جھوٹی نبوت کے قلادہ کو اپنی گردن سے نہیں اُتارتے اُسے کوئی ماں کا لال مسلمانوں کی صف میں نہیں کھڑا کر سکتا۔

جنابِ عالی ! حقائق پر غور کیا جائے، یہ کیا ہو رہا ہے کہ ایک اَینکر اور ایکٹر عقیدہ و ایمان کے متفقہ مسئلہ کو متنازع بنا کر پورے ملک میں ایک اِضطراب و ہیجان کی فضاء پیدا کر دے، یہ سب کچھ ایک منصوبہ کا حصہ ہے۔ ٹی وی مالکان نے یہ جو اِسے ذمہ داری سونپی یہ بھی گہری چال ہے جو ملک کے حالات کو بگاڑنے کے لیے چلی گئی ہے۔

ایک شخص اگر شیعہ سنی کے نام پر منافرت پھیلائے تو وہ قابلِ مواخذہ ہے اور اگر وہ کفر و اِسلام کی حدود کو توڑ دے متفقہ طے شدہ مسئلہ کو اِختلافی اور متنازع بنائے تو وہ قابلِ مواخذہ کیوں نہیں ؟ اَب جبکہ اَمریکہ اَفغانستان اِنڈیا مل کر پاکستان میں راہداری کے خلاف اَفراتفری پھیلا رہے ہیں پاکستان میں پھر بد اَمنی کو راہ دی جا رہی ہے ہماری دیانتدارانہ رائے ہے کہ اِس اَینکر پرسن کی یہ گفتگو بھی اِسی پلاننگ کا حصہ ہو سکتی ہے۔ تعزیراتِ پاکستان میں درج ہے کہ

''کوئی قادیانی خود کو مسلمان نہیں کہہ سکتا ''

اَینکر پرسن نے اِس قانون کی رُوح کو پامال کیا ہے اِس پر اِس دفعہ کے تحت کیس درج ہونا چاہیے، اِس نے اَفراتفری پھیلا کر ضربِ عضب کو چیلنج کیا ہے۔ اِس گفتگو سے اُنہوں نے ایکشن پلان کو تہہ و بالا اور ملیامیٹ کرنے کا خطرناک کھیل کھیلا ہے۔ پیمرا کا فرض بنتا ہے کہ وہ ''آج'' ٹی وی اور اُس کے اَینکر پرسن اور اِس سازش کے پیچھے چھپے کرداروں کے خلاف قانونی کارروائی کر کے اِسلامیانِ وطن کو مطمئن کرے۔

ہم ایک بار پھر قادیانی لابی اور قادیانی نوازوں تک یہ پیغام پہنچانا فرض سمجھتے ہیں کہ قادیانی غیر مسلم تھے اور ہیں، یہ قانون رہے گا اِس کے بدخواہ اور اِس کو ختم کرنے والے کبھی اپنے مذموم مقاصد میں کامیاب نہیں ہو سکتے۔

بقول علامہ اِقبال مرحوم

''قادیانیت یہودیت کا چربہ ہے اور ختم نبوت میں اُمت کی وحدت کا راز مضمر ہے''

اِن حقائق پر غور کر کے اِس گہری چال کا اِنسداد کیا جائے۔ شکریہ !

اللہ وسایا

(مبلغ) عالمی مجلس تحفظِ ختم نبوت پاکستان

☆

قارئینِ کرام دین دشمن دھریے اور بد مذہب تحریکیں آج سے نہیں بلکہ روزِ اوّل سے ہی دین کی شمع کو گل کرنے کے درپے ہیں مگر جب تک اقتدارِ اعلیٰ اور سیاسی قیادت سچے اور کھرے مسلمانوں کے ہاتھ میں رہی تب تک ایسی ناپاک تحریکوں کی بروقت سرکوبی ہوتی رہی ہے۔ ہم تفصیل میں جائے بغیر حضرت مولانا سیّد محمد میاں صاحبؒ کی تصنیف ''صحابہ کرام کا عہد زریں'' کے صفحات سے چند اِقتباسات نقل کر رہے ہیں جن میں مذہب کے نام پر بد مذہب سکالر کی شاطرانہ تحریک کی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں سرکوبی کا ذکر ہے جس سے اندازہ ہو جائے گا کہ علماء کے سیاسی اِستحکام کے کیا کیا فوائد ہیں

اور اُن کو سیاست سے الگ کرنے کے کیا نقصانات ہیں ! ! !

﴿ اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ اخْتِلَافِ الَّیْلِ وَ النَّهَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ ○ الَّذِیْنَ یَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِیٰمًا وَّ قُعُوْدًا وَّ عَلٰی جُنُوْبِهِمْ وَ یَتَفَكَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴾

اِس آیت کریمہ میں ﴿اُولِی الْاَلْبَاب﴾ یعنی دانشمندوں کی تعریف کرتے ہوئے ﴿یَتَفَكَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ﴾ (یعنی آسمان وزمین کی پیدائش میں غور وخوض کو بھی) ایک نمایاں درجہ دیا گیا ہے لیکن اگلے جملہ یعنی ﴿مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا﴾ (تو نے اِس کو بیکار نہیں پیدا کیا) سے یہ اِشارہ بھی کر دیا گیا ہے کہ اِس نظر وفکر اور اِس غور وخوض کا منشاء اور مقصد صرف مادّیات تک محدود نہ رہنا چاہیے بلکہ مادّیات کی اُلجھن سے آگے بڑھ کر وہ ذات منشاء اور مقصد ہونی چاہیے جس نے اِس تمام سلسلہ کائنات کو پیدا کیا۔

کائنات کے اِس وسیع نظام میں اِنسان کیا ہے ؟ کیوں ہے ؟ اِس کا مستقبل کیا ہوگا ؟ اِن سب پر نظر ڈالنی چاہیے۔ اگر یہ تفکر اور غور وخوض اِس کے لیے ہوتا ہے تو صحیح اور درست ہے اور اگر محض فلسفیانہ موشگافیاں اِس تفکر اور غور وخوض کا مقصد ہوں تو وہ سراسر عبث ہیں آخرت کے لحاظ سے بے سود بلکہ وبالِ عظیم، اِسی مقصد کو واضح کرنے کے لیے حضرت شاہ صاحبؒ [1] نے اِس آیت کے تحت میں حضراتِ خلفاء راشدین کے حوالہ سے متعدد اَحادیث اور آثار پیش کیے ہیں سب سے پہلے ﴿اُولِی الْاَلْبَاب﴾ یعنی اہلِ دانش کی تفسیر کے لیے مندرجہ ذیل حدیث نقل کی ہے :

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ : جو شخص سورۂ بقرہ سورۂ نساء اور سورۂ آلِ عمران پڑھ لے وہ اللہ تعالیٰ کے یہاں دانشمندوں میں شمار کیا جاتا ہے، نظر وفکر اور غور وخوض

---

[1] حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلویؒ

کی حقیقت واضح کرنے کے لیے حضرت شاہ صاحبؒ نے صُبَیغْ (نامی سکالر[۱]) سے متعلق چند حدیثیں پیش کی ہیں :

(۱) حضرت سلیمان بن یسار رضی اللہ عنہ : ایک شخص مدینہ میں آیا صبیغ اُس کا نام تھا وہ متشابہاتِ قرآنیہ کے متعلق بحث کرنے لگا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اُس کو بُلا بھیجا کھجور کی قمچیاں پہلے سے تیار کر کے رکھ لیں۔

جب صبیغ حاضر ہوا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دریافت فرمایا : تم کون ہو ؟ میں ایک بندۂ خدا ہوں میرا نام صبیغ ہے (صبیغ نے جواب دیا)۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ : میں بھی خدا کا بندہ ہوں میرا نام عمر ہے ! !

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک قمچی لی اور اُس کے سر پر ماری ! ! !

صبیغ کے سر سے خون نکل آیا ! ! فوراً ہوش آگیا ! ! !

کہنے لگا اَمیر المومنین بس کیجئے جو کچھ سر میں تھا جاتا رہا۔ (دارمی)

(۲) حضرت عثمان نہدی : حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بصرہ والوں کے نام فرمان بھیجا کہ ''صبیغ کے ساتھ مت بیٹھا کرو'' حضرت عثمان نہدی فرماتے ہیں کہ اِس فرمان کا یہ اَثر تھا اگر ہم کسی جگہ سو آدمی ہوتے تھے اور صبیغ وہاں پہنچ جاتا تو سب منتشر ہو جاتے۔[۲]

(۳) محمد بن سیرین رضی اللہ عنہ : حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوموسیٰ اَشعری رضی اللہ عنہ کو تحریر فرمایا صبیغ کے پاس نہ بیٹھا جائے اُس کا وظیفہ اور

---

[۱] جیسے آج کے دور میں پرویزی، غامدی، سلمان رُشدی، نسرین و دیگر نیچری

[۲] اِطاعت شعاری، ضبط و نظم اور سوشل بائیکاٹ کی عجیب و غریب مثال ہے۔ محمد میاں

اُس کا روزینہ بند کر دیا جائے۔ ۱

(۴) حضرت اِمام شافعیؒ فرماتے ہیں اہلِ کلام کے بارے میں میرا وہی فیصلہ ہے جو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے صبیغ کے بارے میں فرمایا تھا کہ اِن کو قمچیوں سے پیٹا جائے اُونٹ پر اِن کو سوار کرا کر قبائل میں اِن کی تشہیر کرائی جائے اور یہ اعلان کیا جائے کہ یہ سزا ہے اُس کی جو کتاب وسنت کو چھوڑ کر علمِ کلام میں منہمک ہو گیا ہو۔

(۵) عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے عنقریب وہ لوگ ہوں گے جو قرآنِ کریم کے متشابہات کو لے کر تم سے بحث کیا کریں گے تم اَحادیث کا دامن سنبھالے رکھنا کیونکہ جو حدیث کے ماہر ہوتے ہیں وہی کتاب اللہ سے صحیح واقفیت رکھتے ہیں۔ (دارمی)۔ (بحوالہ صحابہ کرامؓ کا عہد زریں ص۹۴ و ۹۵)

دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے اِیمان اور عقائد کی حفاظت فرمائے اور ملک وقوم کے دشمنوں کی سازشوں کو ناکام فرمائے۔

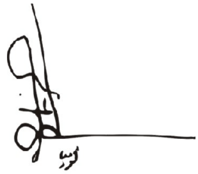

مئی کے وسط سے مسجدِ حامد کے فرش کی تعمیر کے لیے ماربل کا کام شروع ہو چکا ہے جو بحمد اللہ تیزی سے جاری ہے اللہ تعالیٰ آسان بھی فرمائے اور قبول بھی۔ (اِدارہ)

---

۱ جبکہ آج کل ایسے فتنہ پروروں کو نوازا جاتا ہے بڑی بڑی تنخواہیں اور عہدوں کے علاوہ غیر معمولی سکیورٹی بھی فراہم کی جاتی ہے جس کی بہت سی مثالیں دُنیا بھر میں موجود ہیں۔

صلی اللہ علیہ وسلم

درسِ حدیث

حضرت اَقدس پیرومرشد مولانا سیّد حامد میاں صاحب ؒ کے مجلسِ ذکر کے بعد درسِ حدیث کا سلسلہ وار بیان ''خانقاہِ حامد یہ چشتیہ'' رائیونڈ روڈ لاہور کے زیرِ اِنتظام ماہنامہ ''اَنوارِ مدینہ'' کے ذریعہ ہر ماہ حضرت اقدسؒ کے مریدین اور عام مسلمانوں تک باقاعدہ پہنچایا جاتا ہے، اللہ تعالیٰ حضرتِ اَقدسؒ کے اِس فیض کو تا قیامت جاری و مقبول فرمائے۔ (آمین)

شراب ، عورت ، دُنیا

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّابَعْدُ !

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے سنا جناب رسول اللہ ﷺ نے اپنے خطبہ میں اِرشاد فرمایا کہ شراب گناہوں کو جمع کر دینے والی چیز ہے اور عورتیں شیطان کی رسیاں ہیں اور دُنیا کی محبت ہر گناہ کی چوٹی ہے۔[1] اِس حدیث میں تین چیزوں پر متنبہ فرمایا گیا :

☆ پہلی چیز ''شراب'' ہے جس کا پہلا اَثر یہ ہوتا ہے کہ عقل مغلوب ہو جاتی ہے حواس قائم نہیں رہتے، بیہقی میں آتا ہے حضرت اِبن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اَلْخَمْرُ اُمُّ الْفَوَاحِشِ وَ اَکْبَرُ الْکَبَائِرُ شراب بے حیائی کی جڑ اور کبیرہ گناہوں میں بہت بڑا گناہ ہے وَمَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ تَرَکَ الصَّلٰوۃَ [2] جو شراب پیتا رہتا ہے وہ نماز بھی چھوڑ دیتا ہے۔ اور شرابی کو اپنی حرکتوں کا بھی پتہ نہیں چلتا، ہوسکتا ہے کہ وہ محرمات کا اِرتکاب کرلے، اُس کی عبادتیں چھوٹ جاتی ہیں اور طرح طرح کے گناہ سرزد ہونے لگتے ہیں۔

---

[1] مشکوۃ شریف کتاب الرقاق رقم الحدیث ۵۲۱۲

[2] المعجم الکبیر للطبرانی باب العین رقم الحدیث ۱۵۴

ایک واقعہ نقل کیا گیا ہے کہ ایک شخص کو کسی نے کہا کہ تو بت کو سجدہ کرلے، اُس نے ایسا کرنے سے اِنکار کیا، پھر اُسے کسی کے قتل پر مجبور کیا گیا اُس نے یہ بھی نہیں مانا، پھر زنا میں شریک ہو جانے کا مطالبہ کیا گیا مگر وہ اِس پر بھی آمادہ نہیں ہوا، پھر اُس سے کہا گیا کہ شراب پی لو، اُس نے کہا یہ تو معمولی بات ہے اور پھر یہ شراب پی گیا۔ کہتے ہیں کہ وہ کسی کافر پر عاشق تھا اُس کے کہنے پر اُس نے شراب پی لی، شراب پی جانے کے بعد اُس نے مذکورہ بالا تمام گناہوں کا اِرتکاب کرلیا کیونکہ اُس کے حواس قائم نہیں رہے، عقل ٹھکانے نہیں رہی۔

عقل کے معنی ہیں باندھنا، کیونکہ عقل اِنسان کو محرمات اور نقصان دہ باتوں سے باندھے رکھتی ہے اور قسم قسم کی بے حیائیوں اور برائیوں سے روکتی رہتی ہے اور شراب اور عقل میں بیر ہے جہاں شراب کا نشہ چڑھا عقل مغلوب ہوگئی، نشہ جس قدر زیادہ ہوگا عقل اُتنی ہی کم ہوگی تو عقل برائیوں سے روکنے والی چیز ہے اور شراب نہیں روکتی۔

آپ کو معلوم ہوگا کہ شراب پہلے جائز تھی واقعہ اُحد کے بعد اِس کی ممانعت ہوئی۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے ایک دفعہ شراب پی رکھی تھی، اُن کی باندی نے کوئی مصرع پڑھا تو آپ نے باہر بندھی ہوئی اُونٹنی کا کوہان کاٹ کر اُسے دے دیا، باندی نے مصرع بھی اِسی طرح کا پڑھا تھا کہ

اَلَا یَا حَمْزُ لِلشُّرُفِ النِّوَاءِ

اے حمزہ ! اِن لمبی لمبی اُونٹنیوں کے لیے کھڑے ہو جایئے، وہ اُونٹنی حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تھی آپ کا نکاح حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے طے ہو چکا تھا، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جب اُونٹنی کا یہ حال دیکھا تو بے ساختہ آنسو نکل آئے اور جا کر حضور اکرم ﷺ سے ماجرا بیان کیا۔ آقائے نامدار ﷺ تشریف لے آئے دیکھا تو حضرت حمزہؓ شدید نشے کی حالت میں تھے، آپ نے کچھ اِرشاد فرمایا تو حضرت حمزہؓ نے سر اُٹھایا اور کچھ کہا، جو کچھ کہا نشے کی حالت میں کہا اور نامناسب سی بات کہی جو بخاری شریف میں بیان ہوئی ہے۔[1]

[1] بخاری شریف کتاب المساقاۃ رقم الحدیث ۲۳۷۵

تو شراب میں نقصان زیادہ ہیں، صحت اور عقل کے لیے مضر ہے اِس لیے آہستہ آہستہ اِسے حرام قرار دے دیا گیا، بتایا گیا کہ ﴿ اِثْمُھُمَآ اَکْبَرُ مِنْ نَّفْعِھِمَا ﴾ پھر حکم ہوا کہ ﴿ لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوۃَ وَاَنْتُمْ سُکٰرٰی ﴾ جب تک نشے میں ہو نماز نہ پڑھو، پھر بتدریج سختی آتی گئی حتی کہ حکم ہوا ﴿ اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَیْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّیْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْہُ ﴾ ''شراب کی طرح ہر قسم کا جوا وغیرہ ناپاک اَفعال ہیں شیطانی کام ہیں اِن سے بچو۔''

اِس آیت کے بعد آقائے نامدار ﷺ نے حکم دیا کہ شراب پھینک دو تو صحابہ کرامؓ نے ایک دم شراب پھینک دی ! حضرت اَنس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں شراب پی رہا تھا کہ یہ اِعلان سنا تو ایک دم بہادی !! اِسی طرح سب نے کیا اور مدینہ میں شراب گلیوں میں بہتی رہی !!! آپ نے یہاں تک منع فرمایا کہ شراب اگر کسی کے پاس ہے تو سرکہ بنانے کے لیے بھی نہ رکھے بلکہ پھینک دے، شراب کی قیمت لینی دینی سب کچھ بند کر دیا حتی کہ جن برتنوں میں شراب رکھا کرتے تھے وہ بھی اِستعمال سے روک دیے گئے !!!!!

غرض شراب بہت ضرر رساں چیز ہے عقل کو مغلوب اور گناہوں کو جمع کرنے والی چیز ہے جو شخص عقلمندی کو بے وقوفی سے اچھا سمجھتا ہے وہ شراب کبھی نہیں پی سکتا۔ شراب تو اِنسان کو بے وقوف بناتی ہے ہر عقلمند آدمی اِس سے اِحتراز کرتا ہے۔

☆ آقائے نامدار ﷺ نے دُوسرا جملہ اِرشاد فرمایا ''عورتیں شیطان کی رسیاں ہیں'' اِن کے ذریعہ شیطان اِنسانوں سے بہت برے برے کام کراتا ہے گھروں میں لڑائیاں اکثر اِن ہی کے سبب ہوتی ہیں، مرد کو برے کاموں پر اُکساتی رہتی ہیں، ایک دفعہ ایک بات کہہ دی مرد نے مان لی تو بہت بہتر ورنہ بار بار کہتی رہتی ہے کیونکہ عورت بار بار کہنے میں تھکتی نہیں، ایک دفعہ دو دفعہ تو مرد غور نہیں کرے گا مگر آخر کار مرد آمادہ ہی ہو جاتا ہے۔ اگر کوئی آدمی یہ عہد کر لے کہ یہ کام بالکل نہیں کروں گا تب بھی عورت کے بار بار کہنے سے وہ کچھ نہ کچھ ضرور آمادہ ہو جائے گا، اِس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ تمام عورتیں ایسی ہوتی ہیں عورتوں میں بہت نیک بھی ہوتی ہیں ہاں جو راستے پر نہ آتی ہوں اُن کا یہ حال ہوتا

ہے کہ برائیاں خود بھی کرتی ہیں اور مردوں سے بھی کراتی ہیں، غیبت، چغل خوری اور بہتان تراشی اِن میں عام ہوتی ہے۔

☆ آگے آقائے نامدار ﷺ نے اِرشاد فرمایا کہ ''دُنیا کی محبت ہر خطا کی چوٹی ہے۔'' اِسی محبت کی وجہ سے آدمی ڈاکہ، چوری، رشوت اور خیانت ایسے بڑے بڑے جرائم کا اِرتکاب کرتا ہے، زکوۃ نہیں دیتا، غریبوں بیواؤں وغیرہ کی اِمداد نہیں کرتا اور بہت حقوق تلف کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ ہمیں اپنی محبت میں سرشار کردے اور اپنی مرضیات پر ہمیشہ چلتے رہنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔ (بحوالہ ہفت روزہ خدام الدین لاہور ۲۹ مارچ ۱۹۶۸ء)

❁ ❁ ❁

وفیات

یکم جون کو حضرت اَقدس مولانا خواجہ خان محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی صاحبزادی صاحبہ اچانک اِنتقال فرما گئیں۔

۲۷ مئی کو محمد عبدالعزیز صاحب مکتبہ اِصلاح وتبلیغ کے والد گرامی جناب حافظ عبدالقدیر صاحبؒ طویل علالت کے بعد حیدرآباد میں وفات پاگئے۔

۲۵ جون کو حضرت بانی جامعہؒ کے قدیم خادم اور شاگرد جناب قاری عبدالقیوم صاحبؒ عارضہ قلب کی وجہ سے وفات پاگئے۔ قاری صاحبؒ جامعہ صدیقیہ توحید پارک کے بانی و مہتمم تھے، اللہ تعالیٰ قاری صاحبؒ کی دینی اور علمی خدمات کو قبول فرمائے اور جنت الفردوس میں اَعلیٰ مقام نصیب فرمائے اور اُن کے لواحقین کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

جامعہ مدنیہ جدید اور خانقاہِ حامدیہ میں مرحومین کے لیے اِیصالِ ثواب اور دُعائے مغفرت کرائی گئی اللہ تعالیٰ قبول فرمائے، آمین۔ اہلِ اِدارہ جملہ پسماندگان کے غم میں برابر کے شریک ہیں۔

علمی مضامین سلسلہ نمبر١٠ (قسط:٧، آخری)

''خانقاہِ حامدیہ'' نزد جامعہ مدنیہ جدید رائیونڈ روڈ لاہور کی جانب سے محدث، فقیہ، مؤرخ، مجاہد فی سبیل اللہ، مؤلف کتب کثیرہ شیخ الحدیث حضرت اَقدس مولانا سیّد محمد میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بعض اہم مضامین جو تا حال طبع نہیں ہو سکے اُنہیں سلسلہ وار شائع کرنے کا اہتمام کیا گیا ہے جبکہ اُن کی نوع بنوع خصوصیات اِس بات کی متقاضی ہیں کہ اِفادۂ عام کی خاطر اُن کو شائع کر دیا جائے۔ اِسی سلسلہ میں بعض وہ مضامین بھی شائع کیے جائیں گے جو بعض جرائد و اَخبارات میں مختلف مواقع پر شائع ہو چکے ہیں تاکہ ایک ہی لڑی میں تمام مضامین مرتب و یکجا محفوظ ہو جائیں۔ (اِدارہ)

دورِ حاضر کے سیاسی اور اِقتصادی مسائل

اور

اِسلامی تعلیمات و اِشارات

﴿ حضرت اَقدس مولانا سیّد محمد میاں صاحب ﴾

✿ ✿ ✿

فئے :

جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے مفتوحہ علاقے کی اَراضی کو ''فے'' کہا جاتا ہے اگر اُن اَراضی کو اصل باشندوں کے پاس رہنے دیا جائے اور منافع کے متعلق کوئی معاہدہ ہو جائے تو اُس (خراجی) آمدنی کو بھی فئے کہا جاتا ہے۔[1] ''اَمَّا الْفَیْئُ فَھُوَ الْخَرَاجُ عِنْدَنَا خَرَاجُ الْاَرْضِ'' [2]

[1] کتاب الاموال لابی عبیدؒ ص ١٦ [2] اَبو یوسفؒ کتاب الخراج ص ٢٣

آنحضرت ﷺ نے اپنے دورِ مسعود میں یہ بھی کیا کہ خمس کا حصہ مستثنیٰ کر کے باقی حصوں کی اَراضی مجاہدین پر تقسیم کر دی اور ایسا بھی ہوا کہ کوئی دستہ کسی مہم پر بھیجا گیا اُس کے لیے کسی مخصوص حصہ کا وعدہ فرمالیا گیا کہ کامیابی کے بعد وہ حصہ اُس دستہ کے مجاہدین کو بطورِ اِنعام دیا جائے گا اِس کو ''نفل'' کہا جاتا ہے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں عراق فتح ہوا ، فتحِ عراق کے سلسلے میں ''معرکۂ قادسیہ'' بہت سخت اور فیصلہ کن تھا، مفتوحہ علاقوں کے متعلق جو دستوراَب تک رہا تھا اُس کی بنا پر جنگ قادسیہ کی کامیابی کے بعد ایک رائے یہ تھی کہ مفتوحہ علاقہ مجاہدین پر تقسیم کر دیا جائے لیکن فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے سامنے ملک کی تعمیری و دفاعی خصوصًا عوام کی معاشی ضرورتوں کا سوال تھا کہ اگر مفتوحہ علاقہ مجاہدین پر تقسیم کر دیا جائے تو جاگیر دار تو بہت سے ہو جائیں گے جن کی جائیدادیں نسلاً بعد نسلٍ اُن کی اَولاد میں تقسیم ہوتی رہیں گی مگر اِن کے علاوہ دُوسرے لوگ خصوصًا بعد کی نسلیں خالی (اور محروم) رہ جائیں گی آخِرَ النَّاسِ بَبَّانًا لَیْسَ لَھُمْ شَیْئٌ لہٰذا آپ کی رائے یہ ہوئی کہ تقسیم کے بجائے اِن اَراضی کو ''خزانہ'' بنادیا جائے جس کو سب تقسیم کرتے رہیں گے۔ اَتْرُکُھَا خِزَانَةً لَّھُمْ یَقْتَسِمُوْنَھَا. [1]

مشترکہ خزانہ کی وضاحت آپ کے اِس اِرشاد سے ہوتی ہے :

لَئِنْ بَقِیْتُ لَا رَامِلَ اَھْلِ الْعِرَاقِ لَادَعَنَّھُمْ لَا یَفْتَقِرُوْنَ اِلٰی اَمِیْرٍ بَعْدِیْ . [2]

''اہلِ عراق کی بیوہ عورتوں کے نصیب سے اگر میں زندہ رہا تو اُنہیں ایسا کر دُوں گا
کہ میرے بعد کسی اور اَمیر (کے فرمان یا پروانہ) کی اُن کو ضرورت نہ رہے گی۔''

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے خیالات مختلف تھے، کچھ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے مخالف تھے کچھ موافق حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضراتِ صحابہ کا عام اِجتماع کیا اُس اِجتماع میں ہر ایک نے آزادی سے اپنی رائے ظاہر کی آخر میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے تقریر فرمائی۔ آپ نے سورۂ حشر کی وہ آیتیں

---

[1] بخاری شریف ص ٦٠٨ باب غزوۂ خیبر و کتاب الاموال لابی عبید ص ٥٦ فقرہ ١٤٣، کتاب الخراج لابی یوسف رحمہ اللہ ص ٢٤

[2] کتاب الخراج لابی یوسف رحمہ اللہ ص ٣٧

پیش کیں جن میں مختلف طبقات (مہاجرین اور اَنصار) اور اُن کی آئندہ نسلوں اور اِن کے علاوہ تمام ضرورتمند مسلمانوں کا ذکر ہے جو اَب موجود ہیں یا آئندہ آنے والے ہیں اور تقسیم کر دینے کے حکم کی وجہ یہ بیان فرمائی ہے کہ ﴿لَا یَکُوْنَ دُوْلَةً﴾ وہ دولت مندوں کے قبضہ کی چیز بن کر نہ رہ جائے اِن آیات سے اِستدلال کرتے ہوئے آپ نے یہ تجویز پیش فرمائی :

قَدْ رَاَیْتُ اَنْ اَحْبَسَ الْاَرْضِیْنَ بِعُلُوْجِھَا وَاَضَعُ عَلَیْھِمْ فِیْھَا الْخَرَاجَ وَفِیْ رِقَابِھِمُ الْجِزْیَةَ یُؤَدُّوْنَھَا." (کتاب الخراج ص ۲۵)

''میری رائے ہے کہ زمین کو کاشت کاروں کے پاس رہنے دوں، زمینوں کا خراج مقرر کر دیا جائے اور کاشت کاروں پر جزیہ لگا دیا جائے۔''

اِس کانفرنس اور بحث مباحثہ کا نتیجہ یہ ہوا کہ

فَاَجْمَعَ عَلٰی تَرْکِہٖ وَجَمْعِ خَرَاجِہٖ (کتاب الخراج لابی یوسفؒ ص ۲۷)

''یہی طے ہوگیا کہ زمینیں کاشت کاروں کے پاس چھوڑ دی جائیں اور اُن سے خراج وصول کیا جاتا رہے۔''

ممکن ہے آج کل کی سرکاری زبان میں کہہ دیا جائے کہ کاشتکاروں کو ''بھومی دُھر''[۱] بنا دیا گیا ۷ھ آنحضرت ﷺ کے دورِ مسعود میں خیبر فتح ہوا تو وہاں کے اصل باشندوں یہود سے طے کر لیا گیا کہ فی الحال وہ اپنی زمینوں اور باغات پر قابض رہیں گے اور پیداوار کا نصف حصہ ادا کرتے رہیں گے اِس آمدنی میں اُن چودہ سو مجاہدین کے حصے مقرر کر دیے گئے جو اُس غزوہ میں شریک تھے آنحضرت ﷺ کو جو حصہ ملا تھا اُس میں سے آپ نے ہر ایک زوجہ محترمہ کا حصہ مقرر فرما دیا تھا شرائط معاہدہ کے پیش ِنظر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اُن یہود کو خیبر سے تیماء اور اَریحا منتقل کر دیا اور خیبر خالی کرا لیا تو اَب آمدنی کے بجائے خیبر کی زمینیں اور باغات اُن مجاہدین یا اُن کے وارثوں کو دے دی گئیں

---

[۱] ممکن ہے کہ اِس اِصطلاح کی تشریح آگے صفحہ ۲۱ پر آنے والی یہ عبارت ہو : ''اِس سلسلہ میں جاگیردارانہ نظام کی صورت............اور اِس کی سخت ممانعت کی ہے۔'' محمود میاں غفرلہٗ

اور اَزواجِ مطہرات کو اِختیار دے دیا کہ : " اَنْ یُّقْطِعَ لَھُنَّ مِنَ الْمَاءِ وَالْاَرْضِ اَوْ یُمْضِیَ لَھُنَّ " ١

''وہ چاہیں تو اُن کے حصہ کے بموجب زمین اور پانی (کنواں یا چشمہ) دے دیں یا جس طرح جو اَور کھجور کی شکل میں اُن کو نفقہ اب تک مل رہا ہے اِسی طرح پیش کیا جاتا رہے۔''

مختصر یہ کہ خیبر کی زمینیں کاشت کاروں سے لے کر مجاہدین کو دے دی گئیں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اِس میں کوئی ترمیم نہیں کی (یعنی اُن اَراضی کو بیت المال کے تصرف میں نہیں دیا) کیونکہ خلیفہ کو یہ حق نہیں ہے کہ جو بات آنحضرت ﷺ سے صراحت کے ساتھ ثابت ہو چکی ہے اُس میں کوئی ترمیم کرے لہٰذا جو تقسیم آنحضرت ﷺ کے زمانے میں ہوئی تھی اُس کو باقی رکھا۔

البتہ جنگِ قادسیہ کا ایک خاص معاملہ خاص طور پر مستحق توجہ ہے اُس سے توسیعِ بیت المال کا مفہوم بھی واضح ہو جائے گا۔ "بُجَیْلَۃ" یمن کا مشہور طاقتور قبیلہ تھا حضرت جریر بن عبداللہ اُس کے شیخ اور رئیس تھے معرکۂ قادسیہ کی تیاری ہو رہی تھی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے فرمایا :

''آپ اِس معرکہ میں شرکت کریں آپ کو عراق کا ایک تہائی یا ایک چوتھائی دے دیا جائے گا۔'' (یحیٰ بن آدم ص ۴۵)

حضرت جریر رضی اللہ عنہ اپنے قبیلے کو لے کر عراق پہنچے جہاد میں شرکت کی اہلِ قبیلہ نے اِس کثرت سے جہاد میں شرکت کی کہ پوری فوج میں مجاہدین کی جو تعداد تھی اُس میں ۲۵ رفیصدی اُس قبیلہ کے مجاہدین تھے، دشمن پر اِن کا دباؤ بھی اِتنا سخت تھا کہ دُشمن نے اپنے اَٹھارہ ہاتھیوں میں سے سولہ اِن کے مقابلہ میں جھونک دیے اور صرف دو ہاتھی باقی فوج کے مقابلہ میں تھے۔ یہ بات تسلیم کر لی گئی کہ اِس میدان میں بجیلہ ہی نے دھاک جمائی ہے (اور پالہ جیتا ہے) اِنَّ بَاْسَ النَّاسِ ھَاھُنَا لَبُجَیْلَۃُ . ٢

---

١ بخاری شریف ص ۳۱۳ کتاب الخراج لابی یوسفؒ ص ۸۹

٢ اَبو یوسفؒ ص ۳۱

لطیفہ :

اللہ تعالیٰ نے اِس معرکہ میں کامیابی عطا فرمائی تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حسبِ وعدہ مفتوحہ علاقہ کا ایک چوتھائی اِس قبیلہ کے مجاہدین کو تقسیم کر دیا، تین سال تک یہ علاقہ اُن کے پاس رہا یہ اُس کی آمدنی وصول کرتے رہے۔ فَاَکَلُوْہُ ثَلَاثَ سِنِیْنَ [۱] مگر تین سال بعد [۲] (بظاہر اَراضی عراق کے متعلق مذکورہ بالا پالیسی طے ہونے کے بعد جدید بندو بست کے وقت ایسا ہوا کہ) حضرت جریر رضی اللہ عنہ کسی کام سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضرت فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا :

''یَا جَرِیْرُ اِنِّیْ قَاسِمٌ مَسْئُوْلٌ . لَوْ لَا ذَالِکَ لَسَلَّمْتُ لَکُمْ مَا قَسَمْتُ لَکُمْ وَلٰکِنْ اَرٰی اَنْ یُّرَدَّ عَلَی الْمُسْلِمِیْنَ '' [۳]

''جریر ! میرا کام تقسیم کرنا ہے میں جواب دہ ہوں اگر جواب دہی کی ذمہ داری نہ ہوتی تو جو حصہ میں تمہیں دے چکا تھا وہ تمہارے ہی سپرد رکھتا لیکن اَب میری رائے یہ ہے کہ یہ مسلمانوں کو واپس کر دیا جائے۔''

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے ایک طے شدہ پالیسی کی بنا پر تھی حضرت جریر رضی اللہ عنہ اِس سے کب گریز کر سکتے تھے۔ حضرت جریر رضی اللہ عنہ نے اِس علاقہ کو واپس کر دیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت جریر رضی اللہ عنہ کو بطورِ جائزہ (اِنعام) اَسی دینار عطا فرمائے فَرَدَّہٗ جَرِیْرٌ فَاَجَازَہٗ عُمَرُ رضی اللّٰہ تعالٰی عَنْھُمَا بِثَمَانِیْنَ دِیْنَارًا. [۴]

ظاہر ہے عراق کا یہ چوتھائی علاقہ کاشت کاروں کو نہیں دیا گیا یہ بیت المال کا قرار دیا گیا اِسی بنا پر بیت المال سے اَسی دینار دیے گئے۔ اِس تغیر اور تصرف کے بعد اِس کی پوری آمدنی بیت المال کی

---

[۱] اَبو یوسف ص ۳۲ [۲] بروایت یحیٰی بن آدم دو یا تین سال بعد

[۳] کتاب الخراج لابی یوسفؒ ص ۳۲ و معناہ عند یحیٰی بن آدم ص ۴۵

[۴] اَبو یوسفؒ ص ۳۲ یحیٰ بن آدم ص ۴۵

رہی جو بیت المال کے مصارف میں صرف ہوتی رہی۔ یہ توسیع بیت المال کی ایک شکل ہے، مجلسِ شوریٰ مصالحِ اُمت کے پیشِ نظر اِس پر بھی غور کر سکتی ہے۔ ؎۱ لیکن فقہاء کی واضح تصریح یہ بھی ہے کہ کسی مسلم یا غیر مسلم کی کوئی مِلک اَداء قیمت کے بغیر نہیں لی جا سکتی لَیْسَ لِلْاِمَامِ اَنْ یُّخْرِجَ شَیْئًا مِنْ یَدِ اَحَدٍ اِلَّا بِحَقٍّ ثَابِتٍ مَعْرُوْفٍ . ؎۲ اَلبتہ قبیلہ بجیلہ کی طرح کوئی جماعت بطیبِ خاطر بیت المال کو ہبہ کر دے یا بیت المال کے عطیہ کو واپس کر دے تو وہ یقیناً عند اللہ و عند الناس مستحقِ شکریہ ہوگی اور طیبِ خاطر کے لیے خلیفۂ وقت کچھ عطا کر دے تو سنتِ فاروقی اِس کی بھی اِجازت دیتی ہے۔ (واللہ اَعلم بالصواب)

اُجرتِ اَملاک (کراء الارض) :

ملک کی تعمیر و ترقی اور دفاعی لحاظ سے ملک کا اِستحکام حکومت کا مسلمہ فریضہ اور ایک بنیادی مقصد ہے، ضرورت اور حالات کے مطابق اِس کی صورتیں طے کی جائیں گی اور اِن پر عمل کیا جائے گا اِن میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اُفتادہ یا لا وارث زمینوں کو کار آمد بنایا جائے اور اِس طرح بیت المال کے محاصل میں اِضافہ کیا جائے۔ یہ زمینیں بیت المال کی مِلک ہوتی ہیں اِصطلاحًا اِن کو ''اَرْضُ الْحَوْزِ'' یا ''اَرْضُ الْمَمْلَکَۃْ'' کہا جاتا ہے۔ یہ زمینیں عشری یا خراجی نہیں ہوتیں بیت المال اِن کو فروخت بھی کر سکتا ہے اِن میں کرایہ کے لیے مکان بھی بنوا سکتا ہے اور اِن کو کاشت کے لیے اُجرت یعنی کرایہ پر بھی دے سکتا ہے کہ کاشتکار مقررہ اُجرت (کرایہ) اَدا کرتے ہیں۔ لیکن شرط یہ ہے کہ کاشتکاروں پر جبر و قہر قطعًا نہ ہو۔ اِس سلسلہ میں جاگیردارانہ نظام کی صورت بھی بن سکتی ہے مثلاً کاشتکاروں کی زندگی کسی رقبہ زمین کے ساتھ اِس طرح جوڑ دی جائے کہ وہ وہاں سے کہیں نہیں جا سکتے اور پیداوار ہو یا نہ ہو اُن کو مقررہ کرایہ لامحالہ اَدا کرنا ہوگا، شریعت نے اِس کو جائز قرار نہیں دیا بلکہ حرام کہا ہے اور اِس کی سخت ممانعت کی ہے وَاِجْبَارُہٗ عَلَی السُّکْنٰی فِیْ بَلْدَۃٍ مُتَعَیَّنَۃٍ یُعْمِرُ دَارَہٗ وَیَزْرَعُ الْاَرَاضِیَ حَرَامٌ . ؎۳

؎۱ کتاب الخراج لامام اَبی یوسفؒ ص ۶۸، ۶۹ ؎۲ کتاب الخراج لابی یوسفؒ ص ۶۵ والتفصیل فی رد المختار فی باب العشر والخراج والجزیہ ص ۳۵۳ تا ۳۵۵ ج ۳

؎۳ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو۔ (دُر مختار رد المختار ج ۳ باب العشر والخراج والجزیۃ)

ٹیکس یا قرض :

(۱) جبکہ صرف نظریات پیش کیے جا رہے ہیں تو مصارفِ حکومت کے جملہ مدات کا بیان کرنا ضروری نہیں معلوم ہوتا یہ مختصر بات کافی ہے کہ دورِ حاضر میں سائنسی ترقیات اور دفاعی ضرورتوں کو خرچ کا سب سے زیادہ وسیع ضروری اور اہم مد قرار دیا جاتا ہے لیکن اِسلام کی نظر میں رُوحانی اور مادّی تربیت حکومت کا سب سے اہم فرض اور بنیادی مقصد ہے، دفاعی ضرورتیں اِضافی اور عارضی ہیں اور تربیت اصلی اور حقیقی ضرورت ہے آنحضرت ﷺ کا اِرشاد ہے : اَلْخَلْقُ عَيَالُ اللّٰهِ ساری مخلوق خدا کا کنبہ ہے اور قرآنِ حکیم کا اعلان ہے کہ ﴿وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِی الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا﴾ [1] ''زمین میں چلنے والا کوئی جانور نہیں ہے جس کی روزی کا اِنتظام اللہ پر نہ ہو۔''

اور لطف یہ ہے کہ دستورِ اَساسی یعنی (قرآنِ حکیم) میں دستور عطا فرمانے والے کا نام لیا گیا تو اُس کا سب سے پہلا وصف وہی بیان کیا گیا جس کا تقاضا ہمہ گیر تربیت اور عمومی پرورش ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ '' رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ''

یہ اُس دستورِ اَساسی کا سب سے پہلا فقرہ ہے جس کو'' هُدًى '' اور'' بُشْرٰى '' بنا کر نازل کیا گیا۔ [2]

(۲) سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے متعدد اِرشادات اُن صفحات میں گزر چکے ہیں جن کا حاصل یہ ہے کہ جو صوبہ فتح کر کے اِسلامی نظامِ حکومت میں داخل کیا گیا اُس میں جو مالی نظام قائم کیا گیا اُس کا نصب العین یہ تھا کہ وہ بیوہ عورتیں جو گھروں میں پڑی ہیں وہ چرواہے جو کسی دامنِ کوہ میں یا کسی دریا کے کھادر [3] میں اپنے گلے چرا رہے ہیں اُن کے وظیفے گھر بیٹھے اُن کے پاس پہنچ جایا کریں، نہ کسی کو سفر کی زحمت اُٹھانی پڑے نہ آفتاب کی تیز کرنوں سے چہرہ تپانا پڑے۔ [4]

---

[1] سورہ ہود آیت ۶ [2] ﴿ هُدًى وَّ بُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ﴾ سُورۃ البقرۃ آیت ۹۷

[3] نشیب [4] کتاب الخراج للامام ابویوسفؒ ص ۳۷ و ۴۶

(۳) جسمانی تربیت کے ساتھ رُوحانی اور اَخلاقی تربیت یعنی تعلیم بھی اُتنی ہی ضروری ہے رب العالمین کا عطا فرمودہ دستورِ اَساسی اِس کو بھی اُتنی ہی اہمیت دیتا ہے اِس سلسلہ میں کچھ اِشارات ''قانون یا تعلیم وتربیت اور تقسیمِ فرائض'' کے باب میں گزر بھی چکے ہیں۔

اِن ہمہ گیر فرائض کو سامنے رکھ کر آمدنی کا موازنہ کیا جائے گا اگر آمدنی ناکافی ہے تو اُس کو پورا کرنے کے لیے آج کل کی اِصطلاح میں خسارہ کو ختم کرنے کے لیے اَصحابِ اِستطاعت سے مزید مطالبات کیے جائیں گے، اِن مطالبات کو ''ضرائب'' کا عنوان دیا گیا ہے۔

(۴) ''ضرائب'' کا عنوان دُنیاوی حکومتوں کے قوانین کے لحاظ سے موزوں ہوسکتا ہے مگر اِیثار واَخلاص کی جو رُوح قرآنِ حکیم پیدا کرتا ہے اُس کے لحاظ سے یہ عنوان غیر موزوں ہی نہیں بلکہ توہین آمیز بھی ہے، ضرب کے معنی مقرر کرنا اور ''ضربیہ'' [۱] ''ٹیکس'' کو کہا جاتا ہے جو کسی پر مقرر کردیا جائے۔ اِس لفظ کے ایک رُخ سے جبر وقہر اور دُوسرے رُخ سے خود غرضی، تنگدلی، ذخیرہ اَندوزی اور حرص وطمع کی بو آتی ہے۔ گویا خلق خدا بھوک اور فاقہ سے تباہ حال ہے اُن کی زندگی برباد اور اُن کی اَولاد کا مستقبل تباہ ہورہا ہے، سرحدوں پر دُشمن منڈلا رہا ہے مگر اَصحابِ دولت کا دل نہیں پسیجتا اُن کے سینوں میں گوشت کے لوتھڑوں کی بجائے پتھر بھر دیے گئے ہیں لہٰذا ملک کے اَربابِ حل وعقد مجبور ہوتے ہیں کہ اِن پتھروں میں جونک لگائیں اور ایسا قانون بنائیں کہ سنگدل سرمایہ داروں کی تجوریوں سے کچھ برآمد کیا جاسکے قرآنِ مجید اِس کو ''فساد الارض'' قرار دیتا ہے۔ [۲]

جب آمدنی کے معینہ مدات ناکافی ہوں گے تو بلاشبہ آمدنی بڑھانے کی ضرورت ہوگی اور کچھ ہنگامی محاصل جن کو آج کل اِصطلاح میں ''ایمر جنسی ٹیکس'' کہا جاسکتا ہے اَغنیاء اور اہلِ ثروت پر عائد کیے جائیں اُن کو ''ضرائب'' کہا جاتا ہے۔ مالکی مسلک کے مشہور فقیہ اور محدث علامہ اِبن حزمؒ نے اِس کے دلائل پیش کیے ہیں۔ [۳]

---

[۱] اِس کی جمع ضرائب ہے۔ [۲] مطالعہ فرمائیے سورۂ قصص آیت ۷۷، سورہ اَعراف آیت ۸۵، ۸۶، سورۂ ہود آیت ۸۳، ۸۴ وغیرہ ذالک من الایات [۳] ملاحظہ ہو : اِسلام کا اِقتصادی نظام از مجاہدِ ملت ص ۱۲۲، ۳۴۷، ۳۵۴

مگر قرآنِ حکیم نے ''ضریبہ'' (ٹیکس) نہیں بلکہ ''قرض'' کا لفظ اِستعمال فرمایا ہے اور قرض بھی کسی اور کے لیے نہیں اللہ کے لیے، اِس لطیف اور وجد آفریں اِصطلاح کی تفصیل پہلے گزر چکی ہے، کچھ اِشارے یہاں بھی پیش کیے جا رہے ہیں :

(۱) ابھی دعوتِ اِسلام کا آغاز ہوا تھا کہ سورۂ مزمل کی آخری آیت کے چند الفاظ میں پورا پروگرام پیش کر دیا گیا ہے :

''نماز کی پابندی رکھو، زکوۃ دیتے رہو اور اللہ کو اچھی طرح قرض دو (یعنی اخلاص سے)''

(۲) ''اللہ کے راستہ میں جہاد کرو اور یہ یقین رکھو کہ اللہ سب سننے والا اور سب کچھ جاننے والا ہے۔''[۱] .... تو ساتھ ساتھ قرض کی ترغیب بھی فرمائی گئی :

''کون ہے جو اللہ تعالیٰ کو خوش دلی کے ساتھ قرض دیتا ہے تا کہ اللہ تعالیٰ اُس کا قرض دُگنا چوگنا زیادہ کر کے اَدا کرے۔ (سورۂ بقرہ آیت ۲۴۵)

(۳) سورۂ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی آخری آیتیں بار بار گزر چکی ہیں جن میں ترغیب کے علاوہ تفہیم بھی ہے کہ قوم اور آپ دو جدا جدا چیزیں نہیں ہیں کہ اُن کی ضرورتیں الگ ہوں جس کو ''قومی ضرورت'' کہا جاتا ہے وہ خود آپ کی اپنی ضرورتیں ہیں، اگر بخل کرتے ہو تو خود اپنے آپ سے بخل کرتے ہو۔ سورۂ بقرہ میں اِرشاد ہوا :

''اللہ کی راہ میں خرچ کرو اور ایسا نہ کرو کہ (قومی ضرورتوں سے غافل ہو کر) اپنے ہاتھوں اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈال دو۔'' (آیت ۱۹۴)

بایں ہمہ نوعِ اِنسان اور خلقِ خدا کے عمومی مفاد کو سامنے رکھ کر یہ قرض دیا جا رہا ہے تو اللہ تعالیٰ خود اِس کو اپنی مدد قرار دیتا ہے اور پختہ وعدہ کرتا ہے کہ :

﴿وَلَیَنْصُرَنَّ اللّٰہُ مَنْ یَّنْصُرُہٗ ط اِنَّ اللّٰہَ لَقَوِیٌّ عَزِیْزٌ﴾ (سُورہ حج : ۴۰)

''جو خدا کی مدد کرے گا یقینًا اللہ تعالیٰ بھی اُس کی مدد فرمائے گا۔''

---

[۱] سورۂ بقرہ آیت ۲۴۳

یہ ہے اِسلامی تعلیمات کے پیشِ نظر اِقتصادیات کا مختصر خاکہ۔ حضرات اہلِ علم غور فرمائیں تو قرآنِ حکیم کے دریائے ناپیدا کنار[1] سے بے شمار دُرہائے شاہوار[2] حاصل کر سکتے ہیں

﴿وَفَوْقَ کُلِّ ذِیْ عِلْمٍ عَلِیْمٌ﴾

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

---

[1] سمندر جس کا کنارہ دکھائی نہ دے۔ [2] بادشاہوں کے لائق، مراد علم وحکمت کے دریا۔

﴿ سلسلہ نمبر : ۳ ﴾

''خانقاہِ حامدیہ'' کی جانب سے اَنوارِ مدینہ میں شیخ الاسلام حضرت اَقدس مولانا سیّد حسین اَحمد مدنی قدس سرہ العزیز کی تقاریر شائع کرنے کا اہتمام کیا جا رہا ہے حضرتؒ کے متوسلین و خدام سے اِلتماس ہے کہ اگر اُن کے پاس حضرتؒ کی تقاریر ہوں تو اِدارہ کو اِرسال فرما کر عند الناس مشکور اور عند اللہ ماجور ہوں۔(اِدارہ)

اِستغفار اور ذکر

﴿ شیخ الاسلام حضرت مولانا سیّد حسین اَحمد صاحب مدنیؒ ﴾

سیّدنا شیخ الاسلام قدس سرہ کی وہ گراں قدر تقریر جو آپ نے ۲۷؍رمضان المبارک ۱۳۷۶ھ/ ۲۶؍اپریل ۱۹۵۷ء کو بانسکنڈی ضلع کچھار صوبہ آسام میں چند زیرِ تربیت مسترشدین کو خلافت و اِجازتِ بیعت عطا فرماتے ہوئے اِرشاد فرمائی بانسکنڈی میں یہ تقریر آپ کی آخری تقریر ہے۔آپ اِس کو مطالعہ فرمایئے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آخری رُخصت کے وقت ضروری وصیتیں اِرشاد فرمائی جارہی ہیں۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَ سَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ !

میرے بھائیو اور بزرگو ! مجھے آپ حضرات کے سامنے چند باتیں عرض کرنی ہیں اُن میں سے ہر ایک بات اِس قدر تفصیل رکھتی ہے کہ جس کے بیان کے لیے بہت وقت چاہیے، میں اپنی کمزوری کی وجہ سے تفصیل سے عرض نہیں کر سکتا، ضعف نہ ہوتا تو میں ہر رات میں کچھ تھوڑا تھوڑا عرض کرتا جیسا کہ سلہٹ میں عرض کرتا تھا۔

☆ پہلی بات ! میں آپ حضرات کی توجہ خدا کی طرف دلانا ضروری سمجھتا ہوں، اللہ کی نعمتیں ہمیشہ تمام مخلوقات کی طرف متوجہ رہتی ہیں مگر خصوصی طور پر اِنسان کی طرف بڑے پیمانہ پر متوجہ ہیں ہر

ایک اِنسان کو خدا کو یاد کرنا اور اُس کا شکریہ اَدا کرنا بہت ضروری ہے خدا نے تمام مخلوقات کو جاندار ہوں بے جان، مادّی ہوں غیر مادّی، آسمانی ہوں یا اَرضی سب کو پیدا کیا اور وجود کی نعمت عطا فرمائی اُن سب پر فضیلت اِنسان کو دی ﴿لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ﴾ اِنسان کی فضیلت اور بڑائی کو چار قسموں کے بعد ذکر کیا گیا[۱] اِنسان کی پیدائش تمام مخلوقات میں سب سے اچھی پیدائش ہے یہ اللہ کا بڑے درجے کا اِنعام ہے۔

اِمتحان کامیاب و ناکام :

اللہ کی مخلوقات میں فرشتے، جنات، فلکیات، اَرضیات سب ہیں مگر سب سے اچھی مخلوق اِنسان کو قرار دیا اور اُس کو اپنا خلیفہ بنایا حالانکہ سب سے زیادہ تقوی فرشتوں میں تھا اور وہ خواہش بھی رکھتے تھے کہ اُن کو جانشین بنایا جائے مگر اللہ تعالیٰ نے یہ شرف صرف اِنسان کو عطا فرمایا اور اعلان فرمایا ﴿اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً﴾ تو فرشتوں نے عرض کیا کہ یہ مٹی سے بننے والا اِنسان جس کے اَندر شر اور خیر دونوں داخل ہیں اِس کو جانشینی کا رُتبہ کیوں عطا کیا جاتا ہے اور یہ شبہ کیا کہ اِس کو کیوں خلافت کے عہدے سے سرفراز کیا گیا جو آپس میں شر و فساد مچاتا اور اپنے بھائیوں کو غارت کرتا ہے حالانکہ ہم اِس کے زیادہ مستحق ہیں کہ ہماری اصل نور سے ہے مگر اُن کے اِس شبہ کا جواب جھڑک کر دیا گیا اور فرمایا گیا ﴿اِنِّیْ اَعْلَمُ مَالَا تَعْلَمُوْنَ﴾ اور حضرت آدم علیہ السلام کو ساری چیزوں کا علم عطا کیا گیا پھر اِمتحان و مقابلہ کرایا گیا اور پاس کیا گیا فرشتے فیل ہوگئے جب حضرت آدم علیہ السلام کا پاس ہونا اور فرشتوں کا عاجز ہونا ظاہر ہوگیا تو پھر فرشتوں کو حکم دیا گیا کہ وہ آدم علیہ السلام کو سجدہ کریں۔

حاسد محروم ہوجاتا ہے :

اور جب حضرت آدم علیہ السلام کی بڑائی اور فوقیت ظاہر ہوگئی تو جس نے آپ کی بڑائی اور فوقیت کا اِنکار کیا اُس کو وہاں سے نکلوا دیا گیا اور مردُود ِبارگاہ کیا گیا اور ہم لوگوں کو اِسی خلیفہ کی اَولاد میں

---

[۱] ﴿ والتین والزیتون و طور سنین وھذا البلد الامین﴾ (القرآن)

ہونا عطا فرمایا گیا جس کو تمام فرشتوں نے سجدہ کیا تھا یہ کوئی معمولی اِنعام نہیں اِس میں ہم سب شریک ہیں خدا نے ہم سب کو اِس سے نوازا، اگر وہ ہم کو کیڑا مکوڑا بنا دیتا، کتا بلی بنا دیتا گدھا بنا دیتا تو کیا ہمارا اُس پر کچھ زور تھا مگر اللہ نے ہم پر اِتنا فضل فرمایا اور اَشرف المخلوقات بنایا اور جو تمام مخلوقات میں سجدہ کا مستحق تھا اور رب العالمین کی جانشینی کا مرتبہ رکھنے والا ہم کو اُس کی اَولاد میں بنایا یہ اُس کا بہت بڑا اِنعام ہے اور اُس نے ہم کو ''اَحسن تقویم'' والا اِنعام دیا، یہ عمومی اِنعام ہے۔

خصوصی اِنعامات :

اور خصوصی اِنعام کو ہم شمار نہیں کر سکتے دیکھئے ماں کے پیٹ میں ہم کو ساری چیزیں عطا کیں، آنکھ دی، ناک کان دیے، ہاتھ پیر دیے، دل و دماغ دیے، سر سے پیر تک ساری چیزیں عطا کیں اگر وہ چاہتا تو ہم کو اَندھا پیدا کرتا لُولا لنگڑا پیدا کرتا، اَپاہج بنا دیتا مگر اللہ نے ہم کو اِن تمام نعمتوں سے نوازا اور صحیح وتندرست پیدا کیا اور ایک ایک عضو میں بے شمار نعمتیں عطا فرمائیں کہ اگر اُن کو کوئی گننا چاہے تو گن نہیں سکتا ﴿وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا﴾ مگر اِنسان اِس قدر نمک حرام ہے کہ اُس کی دی ہوئی تمام چیزوں سے کام لیتا ہے مگر کسی وقت بھی بھولے منہ سے اُس کا نام نہیں لیتا اُس کا احسان نہیں مانتا اُس کا شکر اَدا نہیں کرتا اِسی طرح اور بہت سے احسانات ہیں۔

سب سے بڑا اِنعام :

سب سے بڑی چیز ہم کو اِیمان و اِسلام کی نعمت عطا فرمائی، کروڑوں اِنسان دُنیا میں ایسے ہیں جو اِس نعمت سے محروم ہیں مگر ہم اِس کا بالکل خیال نہیں کرتے پہلی ہر اُمت میں اِیمان تھا اور وہ لوگ خواہش بھی کرتے تھے کہ کاش اُن کو محمد ﷺ کی اُمت میں پیدا کیا گیا ہوتا مگر خدا نے ہم پر یہ فضل کیا کہ اپنے تمام پیغمبروں کے سردار حضرت محمد ﷺ کی اُمت میں پیدا فرمایا حضرت محمد ﷺ کے طفیل میں اِنشاء اللہ دُنیا میں بھی سرخروئی حاصل ہوگی اور آخرت میں بھی مگر ہم اُس کے شکریہ میں بہت کوتاہی کرتے ہیں اُس کی نعمتوں کو یاد نہیں کرتے، جس قدر ممکن ہو اُس کا اِحسان مانیے اور اُس کی نعمتوں

کا شکریہ اَدا کیجئے ﴿ وَاِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكُمْ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ﴾ یہ اعلان کیا گیا کہ اگر ہماری نعمتوں کا شکریہ اَدا کرو گے تو میں تم پر اپنی نعمتیں زیادہ کرتا رہوں گا۔ بڑی غفلت کی بات ہے کہ ہم اُس کو اور اُس کے اِحسانات کو بھولے ہوئے ہیں، ہمارا ہمیشہ اُس کو یاد کرنا اور اِحسان ماننا اور اُس کا ذکر کرنا بہت اہم فریضہ ہے۔

ایک خاص عمل :

اِسی وجہ سے بعضے بزرگوں نے یہ طریقہ مقرر کیا کہ روزانہ کسی وقت بہتر ہے کہ عشاء کے بعد اِنسان پہلے اللہ کے دیے ہوئے تمام اِنعامات کو یاد کرے کہ اے اللہ تو نے مجھے یہ دیا یہ دیا پھر اپنے تمام گناہوں کو یاد کرے اور اُس پر اِظہارِ شرمندگی کرے اور معافی مانگے۔ حضرت عبداللہ ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ ہم نے حضور ﷺ کو ایک ایک مجلس میں سو سو مرتبہ اِستغفار کرتے سنا، رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ میرے قلب میں زنگ لگ جاتا ہے تو میں سو مرتبہ اِستغفار کرتا ہوں، تو جب یہ حال نبی کے قلب کا ہے تو ہمارے اور تمہارے دلوں کا کیا حال ہوگا ہماری بداَعمالیوں کی وجہ سے کتنا زنگ لگتا ہوگا۔

تو میرے بھائیو ! اللہ کی نعمتوں کو یاد کرو اور اُن کا شکریہ اَدا کرو، اُس کی اِطاعت میں کوتاہی مت کرو، اِستغفار برابر کرتے رہو اور اُس سے ڈرتے رہو اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا ہے ﴿يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ﴾ اللہ نے تمام اِنسانوں کو حکم دیا کہ میری نعمتوں کو یاد کرو، ہم سب قرآن پڑھتے ہیں مگر اُس کا حق اَدا نہیں کرتے یہ ہماری اِنتہا درجہ کی نالائقی اور غفلت ہے، ہم سب کو چاہیے کہ جو کچھ پڑھا اور لکھا ہے اُس پر عمل بھی ہو اور ہم میں جتنے لوگ ہیں خواہ اُن میں کوئی چھوٹا ہو یا بڑا، اَمیر ہو یا غریب، بادشاہ ہو یا فقیر، سب اُس کا شکر اَدا کریں کیونکہ ہمارے اَندر جو کچھ بھی ہے وہ سب خدا کا ہے اپنا کچھ نہیں تو پھر جب سب کچھ اُسی کا ہے تو ہمیشہ ہمیشہ اُس کا شکر اَدا کرتے رہنا چاہیے، اللہ کے ذکر اور اُس کی یاد سے غفلت مت کیجئے آپ جتنا اُس کو یاد کریں گے اُتنا ہی وہ اپنی نعمتیں زیادہ کرے گا۔ سب سے پہلی بات یہ بہت ہی مختصر طریقہ پر ہے اگر تفصیل کے ساتھ بیان کی جائے تو کئی ہفتے چاہئیں۔

☆ دُوسری بات ہے ''اللہ کا ذکر'' تمام عبادتوں کی جان اور مغز ہے، یہ بہت ہی عظیم الشان عبادت ہے ! حضور علیہ السلام نے اِس کو ''خیر الاعمال'' فرمایا ہے۔ اللہ کے نزدیک سب عملوں میں صاف اور عمدہ عمل اللہ کا ذکر ہے سب سے بڑا مرتبہ اللہ کے ذکر کا ہے خدا کی راہ میں سونا چاندی خرچ کرنے اور جہاد کرنے سے بھی بڑا مرتبہ اللہ کے ذکر کا ہے یہ بہت قوی روایت ہے۔ ذکر اللہ سب سے بڑے مرتبہ کو پہنچانے والا ہے، نماز کے اَندر بڑائی خدا کے ذکر کی وجہ سے آئی ہے قرآن میں فرمایا گیا ہے:
﴿ اُتْلُ مَا اُوْحِیَ اِلَیْکَ مِنَ الْکِتَابِ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ وَلَذِکْرُ اللّٰہِ اَکْبَرُ ﴾[۱] سب سے بڑا اللہ کے ذکر کو فرمایا گیا۔ تو بھائیو ! اللہ کا ذکر بہت بڑا مرتبہ رکھتا ہے خواہ جسم سے ہو، رُوح سے ہو، قلب سے ہو، سانس سے ہو، خفی ہو، جلی ہو، کسی بھی صورت سے ہو اللہ کا ذکر بڑائی رکھتا ہے۔ ایک بدوی حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ یارسول اللہ ! آپ ہمیں سب سے مختصر عبادت بتلائیے کیونکہ اِسلام میں عبادات بہت ہیں تو حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ جس قدر ممکن ہو اللہ کا ذکر کرو یہاں تک کہ اللہ کا ذکر کرتے کرتے دُنیا سے رخصت ہو جاؤ، زبان کو اللہ کے ذکر سے ہمیشہ تازہ رکھو تاکہ مرنے کے وقت زبان اللہ کے ذکر میں مشغول رہے۔

تو میرے بھائیو ! ذکر کسی بھی طریقہ سے ہو اللہ کو پیارا ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جو مجھ کو تنہائی میں یاد کرتا ہے میں بھی اُس کو تنہائی میں یاد کرتا ہوں اور جو مجھ کو مجمع میں یاد کرتا ہے میں اُس کو فرشتوں کے مجمع میں یاد کرتا ہوں اور جب تک ہونٹ اُس کی یاد میں ہلتے رہتے ہیں اللہ اُس کا ہم نشین رہتا ہے، تو بھائی اللہ کا ذکر بہت بڑی عبادت ہے جس طرح ہو سکے آواز سے ہو، بغیر آواز کے ہو، دن کو ہو، رات کو ہو، سورج نکلنے کے وقت ہو ڈوبتے وقت ہو جس وقت بھی ہو اللہ کو بہت پسند ہے اور اُس میں اِتنی آسانی کر دی گئی ہے کہ اِس کے لیے وضو بھی شرط نہیں، وضو ہو تب بھی ذکر کرتے رہو اور اگر غسل کی حاجت ہو تو بھی ذکر کر سکتے ہو، دن میں رات میں جب بھی آپ کو موقع ملے اور فرصت ہو، کھڑے ہوں بیٹھے ہوں سو رہے ہوں جاگ رہے ہوں کوئی سا بھی وقت ہو اُس کے ذکر سے غافل مت ہو، فرمایا گیا

---

[۱] سُورۃ العنکبوت : ۴۵

﴿اَلَّذِیْنَ یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ قِیَامًا وَّ قُعُوْدًا وَّ عَلٰی جُنُوْبِھِمْ ﴾ اور فرمایا گیا ﴿یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْکُرُوا اللّٰہَ ذِکْرًا کَثِیْرًا وَّسَبِّحُوْہُ بُکْرَۃً وَّاَصِیْلاً﴾ ذکر کی کوئی حد نہیں، نماز کا وقت مقرر ہے، حج عمر میں ایک مرتبہ فرض ہے، زکوة کی بھی حد مقرر ہے مگر ذکر کی کوئی حد نہیں۔

حضور علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ اللہ کے نزدیک کس کا مرتبہ زیادہ ہے تو آپ نے فرمایا کہ اَلذَّاکِرُوْنَ اللّٰہَ کَثِیْرًا وَّ الذَّاکِرَاتِ اللہ کے نزدیک جو مرد اور عورت کثرت سے اللہ کا ذکر کرتے رہتے ہیں وہ اُونچے مرتبے والے ہوں گے اور فرمایا کہ کوئی چیز اِتنا عذاب سے نجات دلانے والی نہیں جتنا کہ اللہ کا ذکر۔

حضور علیہ السلام سے سوال کیا گیا کہ جہاد عذابِ آخرت سے نجات دلانے میں بہتر ہے یا اللہ کا ذکر ؟ تو آپ نے فرمایا کہ ذکر اللہ جس قدر عذاب سے نجات دلانے کے لیے کافی ہے اُتنا جہاد بھی نہیں، جو شخص جہاد کرتے کرتے زخموں سے بھر جائے یا لڑتے لڑتے اُس کی تلوار ٹوٹ جائے تو بھی اللہ کا ذکر کرنے والا اُس سے افضل ہے۔

حقیقی حیات، ایک تاریخی واقعہ :

اور حضور علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اللہ کا ذکر کرنے والا مثل زندہ کے ہے اور نہ کرنے والا مثل مردہ کے۔ تو میرے بھائیو ! اگر ذکر سے غفلت ہو تو پھر وہ موت ہے۔ اِس سلسلہ میں ایک تاریخی واقعہ بھی ہے، اُندلس کو جب عیسائیوں نے فتح کیا اور اُس پر اُن کا قبضہ ہوا تو اُنہوں نے وہاں بہت سی قبریں دیکھیں جن پر کسی کی عمر کے بارے میں لکھا ہوا تھا چھ مہینہ ! کسی کی عمر کے بارے میں لکھا ہوا تھا ایک سال ! اور کسی کے بارے میں تین مہینہ ! تو یہ اُن کی سمجھ میں نہ آیا کہ ہیں تو یہ اِتنی بڑی بڑی قبریں اور لکھا ہے یہ ! تو اُنہوں نے اِس کے بارے میں وہاں کے لوگوں سے دریافت کیا تو یہ معلوم ہوا کہ تمام عمر اُنہوں نے لہو و لعب میں گزاری اور اَخیر میں تین مہینے اللہ کے ذکر اور اُس کی یاد میں گزرے تو ہمارے نزدیک زندہ وہ ہے جو اللہ کے ذکر کے ساتھ ہو، بڑی قبر والا اللہ کے ذکر سے غافل

تھا آخیر میں ایک سال ذکر کیا اِس واسطے بتلایا گیا کہ وہ ایک سال زندہ رہا۔

تو میرے بھائیو ! مردہ کو کوئی گھر میں رکھنا گوارا نہیں کرتا ! اور زندہ خواہ کتنا ہی لاغر اور کمزور کیوں نہ ہو گیا ہو گھر سے نکالا نہیں جاتا ! ! زندگی اِسی کا نام ہے ! ! ! جس قدر ممکن ہو اللہ کا ذکر کرو دُنیا کی زندگی بہت تھوڑی ہے پھر اللہ کے سامنے حاضر ہونا اور اُس کو منہ دکھانا ہے آپ اِس زندگی کو حقیقی زندگی عطا کیجئے یہ بہت بڑی نعمت ہے اور اِنتہائی ضروری چیز ہے۔ میں اِس وقت تفصیل سے ذکر نہیں کر سکتا مختصر طریقہ پر توجہ دلاتا ہوں پہلی چیز جو میں نے کہی خدا کا شکر اَدا کیجئے کہ اُس نے آپ کو اِنسان اَشرف المخلوقات بنایا اور اُس نے حضرت محمد ﷺ کی اُمت میں بنایا تو دُوسری چیز اللہ کا ذکر ہے جس طرح سے ہو اُس کا ذکر ہمیشہ کیجئے یہ بہت ضروری چیز ہے۔

☆ تیسری بات یہ عرض کرنی ہے کہ ہمارے بہت سے بھائی ہیں جو اللہ کے ذکر میں مشغول ہیں اور اُنہوں نے اللہ کے ذکر میں ترقی کی اور اب اِس لائق ہو گئے ہیں کہ اُن کو اِجازت دے دی جائے تاکہ وہ اور بھائیوں کو بھی اللہ کا نام بتلائیں اِسی کو ''اِجازت'' کہا جاتا ہے۔ حضرت حاجی اِمداداللہ صاحب مہاجر مکیؒ اور حضرت تھانویؒ جب ذکر میں مداومت اور تغیر پیدا ہو جاتا تھا تو وہ اُس کو فوراً اِجازت دے دیتے تھے۔

حضرت گنگوہیؒ کا اِجازت کے لیے معیار :

مگر حضرت مولانا گنگوہیؒ اِتنے اِجازت نہ دیتے تھے یہاں تک کہ ذاتِ مقدسہ کا مشاہدہ کرنے اور یاد رکھنے کا ملکہ پیدا نہ ہو جائے کہ وہ بغیر اِرادہ کے اللہ کا حضور رکھنے لگے اور اَنْ تَعْبُدَ اللّٰہَ کَاَنَّکَ تَرَاہُ اِس حدیث کا درجہ حاصل ہو جائے جب تک ایسی صورت نہ ہو اِجازت نہ دیتے تھے۔ بہرحال آپ بھائیوں میں سے چند اِس کے اہل ہو گئے ہیں کہ اَب اُن کو اِجازت دے دی جائے اگر کسی کو اِجازت مِل جائے تو وہ یہ نہ سمجھے کہ اُسے اعلیٰ درجہ پر پہنچا دیا گیا ہے اور اُس کے یہ معنی نہیں کہ تم سلوک کے اُونچے درجہ میں پہنچ گئے ہو اور اَب تم کو ذکر وغیرہ کسی چیز کی ضرورت نہیں بلکہ تم کو ایک پختہ

سڑک پر پہنچا دیا گیا ہے یہ ایک شاہراہ ہے اِس کے اُوپر جب تک چلتے رہو گے اللہ کا تقرب حاصل ہوتا رہے گا، یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ اب ہم کو ذکر کی ضرورت نہیں اور نہ اِس پر مغرور ہونا چاہیے اور نہ نا اُمید ہونا چاہیے

ایمن مشو کہ توسنِ مردار را
در سنگلاخ بادیہ پیا بریدہ اَند
تو نا اُمید ہم مباش کہ رِندانِ بادہ خوار
ناگہ بہ یک خروش بہ منزل رسیدہ اَند [1]

جن بھائیوں نے اِس طرح کامیابی حاصل کی ہے اُن کو اِجازت دی جاتی ہے اُن کو ہمیشہ ذکر پر مداومت اور ''ذاتِ مقدسہ'' کا مراقبہ کرتے رہنا چاہیے، غافل ہونا درست نہیں ذکر کے بہت سے درجات ہیں اور ''ذاتِ مقدسہ'' کے مراقبہ میں بہت سے درجات ہیں۔

ذکر کے معنی اور درجے :

اور ذکر کے دوسرے معنی سلوک کے ہیں اِس کے دو درجے ہیں : وصول اور قبول
''وصول'' کے معنی ذاتِ مقدسہ کا مشاہدہ حاصل ہونا ہے۔
اور ''قبول'' کے معنی اللہ کے یہاں مقبول ہو جانا۔

اِیمان کے بغیر کمال حاصل نہیں ہو سکتا :

تو وصول صرف متقین اور مسلمانوں کے ساتھ مخصوص نہیں کبھی غیر مسلم بھی اِس کو حاصل کر لیتے ہیں جیسے کوئی چور کمنا لگا کر بادشاہ کے محل میں پہنچ جائے یا کوئی مجرم بادشاہ کے حضور میں لایا جائے۔ ایک مرتبہ ایک جوگی پہاڑوں میں رہتا تھا حضرت گنگوہیؒ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ مجھے پندرہ پندرہ کوس [2] کی چیزیں نظر آتی ہیں مگر مجھے یہ معلوم ہوا ہے کہ بغیر مسلمان ہوئے کچھ حاصل نہیں ہو سکتا تو

---

[1] ترجمہ : تو مطمئن نہ ہو کیونکہ مردار وحشی کو بھی سنگلاخ جنگل میں مسافروں نے کاٹ کھایا ہے۔ تو نا اُمید بھی نہ ہو کیونکہ رِندان بادہ خوار اَچانک ایک غیبی آواز سے منزل تک پہنچ گئے ہیں۔ [2] دو میل کے لگ بھگ

میں آپ کے پاس مسلمان ہونے کے لیے آیا ہوں حضرت نے اُس کو مسلمان کرلیا، تو یہ چیز مسلمان کے ساتھ مخصوص نہیں

فراق و وصل چہ خواہی رضاء دوست طلب

حیف باشد اَزو غیر اَزیں تمنا [1]

دُوسرا درجہ (قبول) صرف متقین اور مسلمانوں کے ساتھ مخصوص ہے اِس لیے وصول کے ساتھ ساتھ قبول کے درجہ کو بھی حاصل کرنا چاہیے۔

متقدمین صوفیاء کے یہاں اَخلاقی درستگی کو مقدم رکھتے تھے اِس لیے بہت دیر لگتی تھی اور بسا اَوقات اِسی میں عمریں ختم ہو جاتی تھیں وہ حضرات بالکل اَخیر میں ذاتِ مقدسہ کا مشاہدہ کراتے تھے اور جب تک ذکر میں اور دُوسری چیزوں میں پختگی نہ آجائے اِجازت نہ دیتے تھے۔

اور اَب متاخرین صوفیاء نے یہ طریقہ اِختیار کیا ہے کہ ذکر کے ساتھ ساتھ وصول کرادیا جاتا ہے اور یہ کہہ دیا جاتا ہے کہ بداَخلاقیاں دُور کرو اور مغرور نہ بنو وغیرہ وغیرہ، وصول کے بعد اِس کے حاصل کرنے میں آسانی ہوتی ہے، تو میرے بھائیو ! رسول اللہ ﷺ نے جب برائیوں کے دُور کرنے کی تلقین فرمائی ہے تو اُن کو دُور کرو اور حضور ﷺ کے نقش قدم پر چلنے کی صورت اِختیار کرو، معاملات میں عبادات میں اور ہر ہر چیز میں رسول اللہ ﷺ کی اِطاعت کرو میں نے بہت مختصر طریقہ پر عرض کیا ہے آپ حضرات ہمیشہ سنت اور اہلِ سنت والجماعت کی اِطاعت کریں اور اللہ پاک کی پکڑ سے ہر آن ڈرتے رہیں۔

☆ چوتھی بات یہ ہے کہ جو حضرات اِجازت کے قابل ہو گئے ہیں اُن کی فہرست تیار کرلی گئی ہے وہ آپ کو سناتا ہوں وہ یوپی، بہار، آسام، مدراس، گجرات اور پاکستان کے بیالیس اَفراد ہیں۔

✿ ✿ ✿

---

[1] ترجمہ : فراق اور وصل کیا چاہتا ہے، دوست کی رضا طلب کر کیونکہ دوست سے اِس کے علاوہ تمنا کرنا بہت ظلم کی بات ہے۔

فضیلتِ علم اور اہلِ علم

﴿ حضرت علامہ مولانا شمس الحق صاحب اَفغانی رحمۃ اللہ علیہ ﴾

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ اَمَّا بَعْدُ !

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ﴿ قُلْ هَلْ یَسْتَوِی الَّذِیْنَ یَعْلَمُوْنَ وَالَّذِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ ط اِنَّمَا یَتَذَکَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ﴾ (سُورۃ الزمر :۹)

معزز حاضرین علماء واَساتذہ کرام اور طلبۂ جامعہ مدنیہ ! میں نے قرآنِ مجید کی ایک آیت پڑھی ہے۔ اِس وقت مجھے تین باتیں عرض کرنی ہیں پہلی بات علمِ دین کا مقام، دُوسری علمِ دین سے متعلق فرائض اور تیسری علم کے فرائض سے کوتاہی کے نقصانات۔

مقامِ علم اور اہلِ علم :

علمِ دین اور اہلِ علم کا مقام اِس آیت میں بیان کیا گیا ہے اِس آیت میں تین الفاظ ایسے اِستعمال ہوئے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں علمِ دین اور عالم کا مقام بہت اُونچا ہے قرآن کی عام اِصطلاح یہ ہے کہ اہم اعلان شاہی طریقے سے کیا جاتا ہے خود ہر حکومت کا یہ دستور ہے کہ ضروری اعلان ایک خاص طریقہ سے کرتی ہے حکومت روزانہ کوئی نہ کوئی کام کرتی رہتی ہے لیکن جب اہم معاملہ ہوتا ہے مثلاً جنگ، ون یونٹ، قحط، وغیرہ تو باقاعدہ اعلان کیا جاتا ہے قرآن بھی مقاصدِ مہمہ کے متعلق باقاعدہ اور شاہی اعلان لفظ ﴿ قُلْ ﴾ سے کرتا ہے یہاں بھی اہمیت کے لیے لفظ ﴿ قُلْ ﴾ سے اعلان فرمایا اِرشاد ہے :

﴿ قُلْ هَلْ یَسْتَوِی الَّذِیْنَ یَعْلَمُوْنَ وَالَّذِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ ط اِنَّمَا یَتَذَکَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ﴾ (سُورۃ الزمر آیت ۹)

''بتلا دیجیے کیا علم والے اور بے علم برابر ہو سکتے ہیں ؟ سمجھتے وہی ہیں جو عقل والے ہیں۔''

نکتہ :

علامہ تفتازانی نے لکھا ہے کہ اِستفہام اِنکاری بعض اَوقات توبیخ کے لیے ہوتا ہے تو گویا یہاں اللہ تعالیٰ نے ڈانٹ پلائی، عالمِ دین اور غیر عالمِ دین کو برابر کرنے والے کو، جو شخص غیر عالمِ دین کو خواہ گورنر ہو یا بادشاہ یا یورپ کی یونیورسٹیوں کا سند یافتہ، عالمِ دین کے برابر سمجھے گا وہ حق تعالیٰ کے قہر اور اُس کی ڈانٹ کے نیچے آجائے گا کیونکہ علمِ دین کا مقام بہت اُونچا ہے جو علمِ دین نہیں رکھتا ہے وہ خواہ کرۂ اَرضی کا واحد بادشاہ کیوں نہ ہو عالمِ دین سے کم ہے، اللہ اپنے کلامِ عظیم میں کسی کا صرف نام لے لے تب بھی فخر ہے کیونکہ اُس کی ذات بہت بلند ہے لیکن یہاں تو عالمِ دین کی نہایت زوردار تعریف فرمائی ہے۔

نکتہ :

دُوسری بات جو اِس آیت میں بیان ہوئی ہے وہ یہ ہے کہ باوجودیکہ ﴿ یَعْلَمُوْنَ ﴾ فعل متعدی ہے لیکن اِس کا مفعول ذکر نہیں کیا یعنی یہ تو فرمادیا گیا کہ علم رکھتے ہوں لیکن یہ نہیں ذکر کیا گیا کہ کس چیز کا علم رکھتے ہوں کیونکہ بتانا یہ ہے جب '' علم '' کا لفظ بولا جاتا ہے تو مفہوم اُس کا متعین ہوتا ہے ذکر کرنے کی ضرورت نہیں جیسے جوتی کا مفہوم متعین ہے کہ پاؤں کے لیے ہوتی ہے اور جیسے ٹوپی کا کہ سر کے لیے ہوتی ہے (یعنی جوتی کے تلفظ کے ساتھ اگر پاؤں کا ذکر نہ بھی کریں تو بھی سمجھ میں آجاتا ہے کہ یہ پاؤں کے لیے ہے اِسی طرح ٹوپی کے تلفظ سے اُس کا مفہوم اور مقام یعنی '' سر '' لامحالہ سمجھ میں آجاتا ہے وغیرہ)۔ اِسی طرح '' علم '' کا مفہوم بھی متعین ہے یعنی '' علمِ دین '' مطلب یہ ہے کہ علم کا متعلق دین ہے گو علومِ دنیویہ بھی ہوتے ہیں لیکن قرآن نے مفعول کو حذف کر کے بتلایا کہ یہ علم دین اِتنا متعین ہے کہ ذکر کرنے کی ضرورت ہی نہیں جب بھی علم کا لفظ بولا جائے گا تو سب سے پہلے علم دین ہی سمجھا جائے گا اِس تعین کی وجہ سے اِس کے تذکرہ کی حاجت نہیں۔

دیکھیں ! علم دین بھی علم ہے اور علم دُنیا بھی علم ہے لیکن جس علم کا '' معلوم '' بلند ہوگا وہ علم

بھی بلند اور جس کا ''معلوم'' پست وہ علم بھی پست ہوتا ہے۔ علمِ دُنیا رکھنے والے رُومیوں کو [1] خدا تعالیٰ نے قرآن میں ﴿لَا یَعْلَمُوْنَ﴾ کہا ہے۔ اللہ تعالیٰ عالم الغیب ہے اُسے معلوم تھا کہ یہ ہوا پر اُڑیں گے یہ کریں گے وہ کریں گے لیکن پھر بھی اُنہیں ﴿لَا یَعْلَمُوْنَ﴾ (یعنی بے علم) کہا۔

ایک اور جگہ اِرشاد ہے :

﴿ یَعْلَمُوْنَ ظَاهِرًا مِّنَ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَهُمْ عَنِ الْاٰخِرَةِ هُمْ غٰفِلُوْنَ﴾ [2]

''یعنی دُنیا کی زندگی کی ظاہر باتیں جانتے ہیں اور آخرت سے غافل ہیں۔''

مطلب یہ کہ دُنیا کو تو جانتے ہیں لیکن آخرت سے بے خبر ہیں اور آخرت کے مقابلہ میں یہ دُنیا صفر ہے۔

یہ بھی غور کریں کہ اگر علم فقط دانستا (جاننا) کا نام ہے پھر تو اُمورِ مملکت کو جاننے والا وزیر اعظم اور ٹٹی کا علم رکھنے والا (بھنگی) برابر ہیں کیونکہ دانستا میں دونوں شریک ہیں تو کیا کوئی وزیر اعظم، بیرسٹر اور ایم اے کے مقابلہ میں کسی بھنگی کو تعلیم یافتہ کہے گا ؟ ہرگز نہیں۔ بھائی ! علم اگر صرف دانستا کو کہتے ہیں پھر تو سب کو تعلیم یافتہ کہنا چاہیے لیکن چونکہ بھنگی کا ''معلوم'' (جو چیز وہ جانتا ہے) پست ہے اِس لیے اُس کا علم بھی پست ہے اور اِس لیے کوئی اُسے تعلیم یافتہ نہیں کہہ سکتا تو حق تعالیٰ کے نزدیک یہ دُنیا پاخانہ سے بھی کم ہے اِس لیے دُنیا کا علم جاننے سے کوئی عالم نہیں کہلایا جا سکتا۔ آگے فرمایا :

﴿ اِنَّمَا یَتَذَکَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ.﴾ (سُورۃ الزمر آیت ۹)

''یعنی عقل والے ہی اِس کو سمجھتے ہیں۔''

یہاں حصر کا کلمہ اِرشاد فرمایا : جب یہ اِعلان کر دیا کہ دین کا عالم سب سے اُونچا ہے چاہے غیر عالم کرۂ اَرضی کا واحد بادشاہ کیوں نہ ہو۔ اب فرماتے ہیں کہ جو عالمِ دین کو غیر عالم کے برابر سمجھتا ہے وہ بے عقل ہے۔

---

[1] یعنی اہلِ یورپ کو کیونکہ قدیم جغرافیہ میں رُوم یورپ کا نام ہے مفسرین کی تحقیق یہی بتاتی ہے۔

[2] سُورۃ الروم آیت ۷

علامہ جلال الدین سیوطیؒ نے روایت کی ہے کہ قیامت کے دن پہلے اَنبیاء شفاعت کریں گے پھر علماء پھر شہداء، معلوم ہوا کہ عالمِ دین کا عہدہ بہت بڑا عہدہ ہے اِس کا مقابلہ دُنیا کا کوئی عہدہ نہیں کرسکتا، یہ ہوا مقامِ علم و مقامِ علماء۔

عالم کے فرائض :

ہر عہدہ کے ساتھ فرائض ضرور ہوتے ہیں عہدہ جتنا بڑا ہوتا ہے فرائض اُتنے ہی زیادہ ہوتے ہیں چپڑاسی کے فرائض سے تحصیلدار کے فرائض زیادہ ہوتے ہیں اور تحصیلدار کے فرائض سے کمشنر کے اور کمشنر کے فرائض سے گورنر کے فرائض زیادہ ہوتے ہیں، گویا عہدہ کے مطابق فرائض ہوتے ہیں عالمِ دین کا عہدہ چونکہ تمام عہدوں سے بڑا ہے اِس لیے اُس کے فرائض بھی سب سے زیادہ ہیں۔

اِرشاد ہے :

﴿ وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ط وَ اُولٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ﴾ (سُورۃ اٰل عمران آیت ۱۰۴)

''اور چاہیے کہ تم میں سے ایک جماعت ایسی ہو جو نیک کام کی طرف بلاتی رہے اور اچھے کاموں کا حکم کرتی رہے اور برے کاموں سے روکتی رہے اور وہی لوگ نجات پانے والے ہیں۔''

فرمایا جو دعوتِ خیر دے یعنی نیکیاں پھیلائے برائیاں مٹائے وہی لوگ فلاح پانے والے ہیں تو عالم بن جانے کے بعد خطیب، اُستاد، دینیات کا ٹیچر وغیرہ بن جانے سے فرائض ختم نہیں ہوتے بلکہ ﴿يَدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ﴾ خطیب خطابت کے علاوہ، ٹیچر ٹیچری کے علاوہ لوگوں کو بھلائی کی دعوت بھی دے۔

فرائض سے کوتاہی کے نقصانات :

عالم جو علم حاصل کرے اُسے اپنے سینہ تک محدود نہ رکھے بلکہ پھیلائے، اگر پھیلانے کی سعی کی تو فرض اَدا کیا ورنہ اُس گورنر یا کمشنر کی طرح ہے جو عہدہ تو بڑا لیے ہوئے ہے لیکن صبح سے شام تک سویا رہتا ہے کام کوئی نہیں کرتا عہدہ کے متعلق فرائض اَدا نہیں کرتا۔

حدیث شریف میں آیا ہے کہ سب سے بڑا عذاب اُس عالم کو ہوگا جس کے علم سے دُوسروں کو فائدہ نہ پہنچے۔ایک طرف اگر عالم دین کو بہت بڑا عہدہ دیا گیا تو دُوسری طرف بہت سے فرائض اُس کے ذمہ لگا دیے گئے اگر اُن فرائض کو بجالایا تو یہ علم سراپا منفعت ہے ورنہ سراپا مضرت ہے۔خداوند کریم نے عالم کو بہت بڑا عہدہ اور عزت دی ہے جس کی قدر کرنی چاہیے اگر آپ کہیں کہ آج کل تو کوئی عزت نہیں آج کل اگر عزت ہے تو صاحب اِقتدار یا اَربابِ دولت کی ہے تو یہ شیطانی وسوسہ ہے اللہ کی نظر میں عالمِ دین ہی عزیز ہے۔حدیث شریف میں ہے : خَیْرُکُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَہٗ ''تم میں بہتر وہ ہے جو سیکھے قرآنِ مجید اور سکھائے۔''

حدیث میں ''خیریت'' کا مقام ذکر ہے اِس میں معلم سے متعلّم کو مقدم رکھا ہے، یا تو اِس لیے کہ تعلّم (یعنی سیکھنا) پہلے ہوتا ہے، تعلیم (یعنی سکھانا) بعد میں اور یا اِس لیے کہ متعلّم کو اکثر سفر کرنا پڑتا ہے معلم کو نہیں، معلم تنخواہ پاتا ہے متعلّم نہیں پاتا، معلم کو اور بھی بہت سی ایسی سہولتیں میسر ہوتی ہیں جو متعلّم کو میسر نہیں ہوتیں اِس لیے متعلّم کی تکالیف کے پیش ِنظر خیریت کے مقام میں اِس کو مقدم فرمایا۔

لطیفہ :

ایک دفعہ مجھ سے کسی نے پوچھا کہ تم کہتے ہو کہ عالمِ دین کی بہت عزت ہے لیکن ایسا نہیں، آج کل اِن کی کوئی عزت نہیں۔ میں نے کہا کس کے ہاں عزت نہیں خدا کے ہاں یا لوگوں کے ہاں ؟ اُس نے کہا لوگوں کے ہاں، اُس زمانہ میں لیاقت علی خاں وزیر اعظم تھے میں نے جواب میں کہا کہ ایک آدمی ہے اُس کی لیاقت علی خاں کے ہاں تو بڑی عزت ہے مگر ''رام کلا'' کے دل میں اُس کی کوئی قدر و منزلت نہیں (رام کلا میرا ملازم تھا جو میرے بنگلے کی صفائی کرتا تھا) بتاؤ وہ شخص عزت والا ہے یا نہیں ؟ اُس نے کہا وہ شخص یقیناً عزت والا ہے جس کی عزت لیاقت علی خاں کرتا ہے بھلا وہ کیسے صاحبِ عزت نہیں ہوگا ؟ ہزار رام کلے اُسے ذلیل سمجھیں جب لیاقت علی خان کے ہاں اُس کی عزت ہے تو رام کلا کون ہوتا ہے، میں نے کہا کہ رام کلا تو پھر بھی لیاقت علی خاں کے ساتھ اِنسانیت میں شریک

ہے کیونکہ اِنسانی صفات دونوں میں پائی جاتی ہیں لیکن خدا تعالیٰ کے مقابلہ میں تو دُنیا کے بڑے سے بڑے آدمی کی بھی کوئی حیثیت نہیں ہے تو جب وہ آدمی ذلیل نہیں جس کی عزت لیاقت علی خاں کرتا ہے تو وہ کیسے ذلیل اور بے عزت ہوسکتا ہے جس کی خدا کے ہاں عزت ہو۔

ایک قصہ :

ایک دفعہ کوئٹہ کی ایک مسجد میں والیٔ قلات نے مجھ سے کہا کہ علماء کی کوئی عزت نہیں ہے کیا وجہ ہے ؟ میں ابھی جواب دینے بھی نہ پایا تھا کہ مسجد کے دروازے پر ایک عورت نے مجھ سے کہا مولوی صاحب ! میرے اِس لڑکے کو دم کردو اور ہاتھ پھیرو یہ بیمار ہے، والیٔ قلات کھڑے دیکھتے رہے میں نے لڑکے کو دَم کر کے والیٔ قلات سے کہا کہ خدا نے آپ کے سوال کا جواب مجھ سے پہلے دے دیا، غور کیجئے میں پشاور کا رہنے والا ہوں یہاں کا رہنے والا نہیں یہ عورت بھی بلوچ ہے اور آپ بھی بلوچ ہیں، ہے بھی آپ کی رعایا لیکن کیا وجہ ہے کہ اُس نے آپ سے ہاتھ پھیرنے کو نہیں کہا اور مجھ سے کہہ دیا ؟ کیا میرے ہاتھ سونے کے اور آپ کے چاندی کے ہیں، دیکھئے ! اُس عورت نے مجھے اہلِ علم سے سمجھا علم کی عزت اُس کے دل میں تھی اِس لیے مجھ سے کہا اور آپ سے نہ کہا اللہ تعالیٰ کا اِرشاد ہے :

﴿ يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنكُمْ وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ ﴾[1]

''تم میں اللہ ایمانداروں کے اور اُن کے جنہیں علم دیا گیا ہے درجے بلند کرے گا۔''

علم کی عزت رہے گی یہ قدر و منزلت رہتی دُنیا تک باقی رہے گی، غریب مولوی جس کے پاس پاؤ بھر آٹا بھی نہیں ہوتا لوگ اُس کے پاس تو برکت کے لیے ہاتھ پھروانے آتے ہیں لیکن وائسرائے وغیرہ کے پاس نہیں جاتے کیوں ؟ اِس لیے کہ خدا نے علماء کو خاص ہی عزت دی ہے۔

تکالیف :

علمِ دین کے ساتھ ساتھ تکالیف بھی ہوتی ہیں، یہ وراثتِ نبوت ہے آپ تو ماشاء اللہ پھر بھی اچھے ہیں۔ گزشتہ علمائے کرام نے تو بہت زیادہ تکلیفیں برداشت کی ہیں۔ اَبوحیان توحیدی، سلیمان

---

[1] سُورة المجادلة آیت ۱۱

کے شاگرد تھے مؤرخین لکھتے ہیں کہ فارابی اور اِبن سینا سے اِن کا علمی مقام بلند تھا وہ اپنے اُستاذ کے متعلق لکھتے ہیں کہ اُن کو ایک رائی کی بھی اِستطاعت نہیں تھی، لغت کے سب سے بڑے اِمام خلیل ابن احمد جس جگہ پڑھاتے تھے جب اُس جگہ سے ہجرت کرنے لگے تو شاگرد بہت پریشان ہوئے، اُستاد نے کہا کاش دن رات میں اگر آدھ سیر باقلا (باقلہ) بھی ملتا تو کبھی نہ جاتا لیکن نہ مجھ میں قوت ہے اور نہ تم تین سو شاگردوں میں یہ قدرت ہے کہ آدھ سیر باقلا کہیں سے لے آیا کرو۔

ایک بات یہ بھی بتادُوں کہ ناواقف لوگوں کے اِعتراضات سے ہرگز تنگ نہ ہونا چاہیے ایسا ہوتا ہی رہا ہے۔ اِمام رازیؒ جو بہت بڑے اِمام بھی تھے اور بہت بڑے دولت مند بھی، جنہوں نے شہاب الدین غوری کو اَسی لاکھ روپے دیے تھے گویا اُن کے پاس علم کی دولت بھی تھی اور ظاہری یعنی دُنیاوی دولت سے بھی مالا مال تھے وہ جب منبر پر خطبہ دینے کھڑے ہوتے تو لوگ پرچیوں پر مختلف قسم کے اِعتراضات لکھ کر پیش کرتے تھے آپ اُن سب پرچیوں کو پڑھ لیتے لیکن اُن کا جواب نہ دیتے جواب میں صرف یہ شعر کہہ دیا کرتے تھے :

اَلْمَرْءُ مَا دَامَ حَیًّا یُسْتَھَانُ بِہٖ
وَ یُعْظَمُ الرَّزْءُ فِیْہِ حِیْنَ یُفْتَقَدُ

''آدمی جب تک زندہ رہتا ہے اُس کی بے قدری کی جاتی ہے اور جب وہ (مرکر) جاتا رہتا ہے تو اُس کا فقدان بڑی مصیبت ہوتی ہے۔''

میرے عزیز طلبہ ! کسی کی ترشروئی سے ہرگز دل برداشتہ نہ ہوں، لوگوں کے اِعتراضات کی پرواہ نہ کریں علم کو سیکھیں پھیلائیں خود بھی اُس پر عمل کرتے رہیں اور لوگوں کو بھی عمل کی دعوت دیں۔ یاد رکھو عمل کے بغیر علم وبال ہے۔

حضرت مدنی قدس سرہٗ :

میں ایک دفعہ دیو بند گیا وہاں حضرت مولانا سیّد حسین اَحمد مدنی رحمة اللہ علیہ کے گھر مہمان ہوا

حضرت مدنیؒ خود گھر نہیں تھے، میں رات کو ایک کمرے میں سویا ہوا تھا کروٹ جو بدلی تو آنکھ کھلی دیکھا تو مولانا مدنیؒ ایک چٹائی پر جو میری چارپائی کے بالکل قریب تھی لیٹے ہوئے تھے، سر کے نیچے اینٹ رکھی تھی مجھے بہت شرم آئی خیال کیا کہ حضرت کو اَب جگانا مناسب نہیں ہے، ذرا دیر ہوئی تو دیکھا تو حضرت مدنیؒ نوافل میں مشغول ہیں، صبح ہوئی تو پوچھا کہ حضرت ! یہ کیا غضب کیا نیچے کیوں آرم فرمانے لگے مجھے اُٹھایا کیوں نہیں ؟ فرمایا یہ اِکرامِ ضیف (عزتِ مہمان) ہے کیا آپ نے یہ حدیث نہیں پڑھی مَنْ کَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْیُکْرِمْ ضَیْفَہٗ ''جو کوئی اللہ اور آخرت پر اِیمان رکھتا ہے اُس کو لازم ہے کہ مہمان کی عزت کرے۔'' پھر فرمایا دیکھئے ! آج مولوی پڑھتے تو ہیں مگر عمل نہیں کرتے۔

میں اپنے ساتھ ایک من کے قریب کوئٹہ کے عمدہ اَنگور لے گیا تھا وہ حضرتؒ نے حاضرینِ مجلس میں تقسیم کر ڈالے، گھر سے خادمہ آئی کہنے لگی سنا ہے اَفغانی صاحب اَنگور لائے ہیں گھر کے لیے بھی دے دیجیے فرمایا اَب آگئی ہو وہ تو تقسیم بھی ہوگئے، پھر روٹی کھانے کا وقت آیا تو ہاتھ دھلانے کے لیے خود لوٹا اُٹھایا میں نے عرض کیا حضرت ! یہ کیا کر رہے ہیں ؟ میں خود دھولوں گا مگر وہ دُھلانے پر مصر رہے میں نے پھر عرض کیا کہ جناب اِس لڑائی سے کیا فائدہ ؟ میری طبیعت مکدر ہوگی طبیعت پر بوجھ رہے گا کیا یہی اِکرامِ ضیف ہے ؟ اِکرامِ ضیف تو یہ ہے کہ بوجھ نہ پڑے ! فرمایا شرعی حکم میں بوجھ ہو تو رہے، شرعی حکم ''اِکرام'' کا ہے وہ میں بہر حال بجالاؤں گا خواہ بوجھ ہو یا نہ ہو۔ پھر میں نے کہا کہ رات حضرت نے آرام تو کیا ہی نہیں، فرمایا صرف آج رات نہیں گزشتہ نو راتوں میں ایک لمحہ بھی نہیں سو سکا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں ایسے نیک لوگوں کے نقشِ قدم پر چلائے۔ اللہ آپ کے علم میں برکت دے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ. (ماہنامہ اَنوارِ مدینہ ج ۳ ش ۲ رجب ۱۳۹۲/ اگست ۱۹۷۲)

قسط : ۳

فضائل کلمہ طیبہ اور اُس کی حقیقت

﴿ حضرت مولانا محمد اِدریس صاحب اَنصاری رحمۃ اللہ علیہ ﴾

جان کی قربانی :

☆ جب حضرت اَبوبکرؓ اور حضرت طلحہؓ نے کلمہ پڑا تو اِن دونوں کو نوفل بن خویلد نے پکڑ کر ایک رسی سے باندھ دیا جس پر حضور ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے دُعا فرمائی اَللّٰھُمَّ اکْفِنَا شَرَّ ابْنِ الْعَدَوِیَّةِ اے اللہ ! نوفل کے شر سے ہم کو محفوظ فرما۔(البدایہ ج ۳ ص ۲۹ لابن الکثیر)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں جب کلمہ پڑھنے والوں کی تعداد ۳۶ کو پہنچ گئی تو حضرت اَبوبکر رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کی خدمت میں اِصرار کیا کہ آپ ظاہر ہو کر کھلم کھلا تبلیغ کیوں نہیں فرماتے تو آپ نے جواب دیا یَا اَبَابَکْرٍ اِنَّا قَلِیْلٌ اے ابوبکر ! ہماری تعداد ابھی تھوڑی ہے لیکن ابوبکرؓ برابر ظاہر ہونے پر زور دیتے رہے اور اِس کا نتیجہ یہ ہوا کہ رسول اللہ ﷺ ظاہر ہوئے اور مسلمان خانہ کعبہ کے مختلف گوشوں میں پھیل گئے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کے سامنے کھڑے ہو کر تقریر شروع کی رسول اللہ ﷺ بھی وہاں تشریف فرما تھے گویا کہ اُمت میں سب سے پہلے دعوتِ اِسلام کا خطبہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے دیا کفار نے جو آپ کا خطبہ سنا تو آپ پر اور تمام مسلمانوں پر ٹوٹ پڑے اور جتنا مارا گیا مسلمانوں کو مارا جس پر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی تو یہ کیفیت ہوئی کہ اُن ظالموں نے اُنہیں پاؤں میں ڈال کر اِتنا مارا کہ جس کی کوئی حد نہیں۔

اُسی وقت عتبہ بھی آپ کے نزدیک پہنچا اور اپنی نعل دار جوتوں سے آپ کے چہرے پر مارنے لگا اور آپ کے پیٹ پر چڑھ بیٹھا غرضیکہ مارتے مارتے آپ کا یہ حال کر دیا کہ دیکھنے والے کو آپ کے چہرہ اور ناک میں کوئی فرق نہیں معلوم ہوتا تھا اور بنو تمیم اُن کے کنبہ والے آپ کو ایک کپڑے میں اُٹھا

کرلے گئے اور اُن کو گھر پر پہنچا دیا لیکن اُن کو یقین تھا کہ ابوبکر اب نہیں بچ سکتے اور اِس کے بعد ابوبکرؓ کے کنبہ والے بنو تمیم بیت اللہ میں آکر کہنے لگے خدا کی قسم ! اگر ابوبکرؓ مر گئے تو ہم عتبہ کو بغیر قتل کیے نہ چھوڑیں گے، اِس کے بعد یہ لوگ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے مکان پر اکٹھے ہوکر آئے اور ہوش میں لانے کے واسطے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے والد اور بنو تمیم ابوبکر رضی اللہ عنہ کو آواز دینے لگے۔

شام کے بعد آپ کو ہوش آیا آپ نے جواب دیا تب یہ لوگ وہاں سے اپنے اپنے گھر واپس آئے اور اِن کی والدہ اُم الخیر سے کہنے لگے کہ دیکھنا اِن کے کھانے پینے کا خیال رکھنا، ہوش میں آنے کے بعد جب یہ لوگ چلے گئے اور اِن کی والدہ تنہائی میں پہنچیں اور آواز دی بیٹا ابوبکر آنکھیں کھولو بیٹا ہماری بات کا جواب دو آپ پھر ہوشیار ہوئے اور کہنے لگے میرے محبوب رسول اللہ ﷺ کا کیا حال ہے ؟ تب اُن کی والدہ نے کہا مجھے تیرے ساتھی کی کوئی خبر نہیں اِس پر حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا اَماں جان ! آپ اُم جمیلؓ کے پاس جائیے اور میرے محبوب دوست کا حال اُن سے مفصل معلوم کرکے آئیے۔ والدہ رات کے وقت بیمار کی دلداری کی غرض سے زخمی بیمار کو اُسی حالت میں چھوڑ کر اُمِ جمیلؓ کے پاس تشریف لے گئیں اور اُمِ جمیلؓ سے کہنے لگیں کہ ابوبکر تجھ سے محمد بن عبداللہ کا حال معلوم کرنا چاہتے ہیں، اِس پر اُمِ جمیلؓ نے کہا کہ نہ میں ابوبکر کو جانتی ہوں اور نہ محمد (ﷺ) بن عبداللہ کو۔ ہاں اگر تو کہے تو تیرے بیٹے کے پاس چلی چلتی ہوں۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی والدہ نے کہا اگر اِتنی تکلیف گوارا کرو تو تمہاری بڑی مہربانی ہوگی شاید میرے بچے کی جان بچ جائے۔ یہ سن کر حضرت اُم جمیلؓ اُن کی والدہ کے ساتھ چل پڑیں اور مکان پر پہنچ کر دیکھا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ شدید زخمی ہوکر بے ہوش پڑے ہوئے ہیں۔ اُمِ جمیلؓ یہ دیکھ کر اُن کے قریب پہنچیں اور پکار پکار کر کہنے لگیں کہ ظالم قوم نے جو کچھ تیرے ساتھ کیا بہت برا کیا خدا اُن سے ضرور تیرا بدلہ لے گا، تب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اُمِ جمیلؓ کی آواز سن کر آنکھیں کھولیں اور اُن سے پوچھا اُم جمیلؓ رسول اللہ ﷺ کا کیا حال ہے ؟ اُمِ جمیل آہستہ سے کہنے لگیں تمہاری ماں سن رہی ہے خاموش ہو جاؤ، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کوئی اندیشہ کی بات نہیں تم بے فکر رہو، اِس مرتبہ

اُم جمیل ؓ نے کہا سَالِمٌ صَالِحٌ خدا کا شکر ہے کہ آپ صحیح سالم ہیں۔

حضور ﷺ کی خیریت معلوم کر کے ابو بکر رضی اللہ عنہ نے خوش ہو کر اُن سے پوچھا آنحضرت ﷺ کہاں ہیں ؟ اُم جمیل ؓ نے کہا اِبن الارقم کے گھر میں۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ بولے میں نے قسم کھالی ہے کہ جب تک حضور ﷺ کی خدمت میں نہ پہنچ جاؤں نہ کچھ کھاؤں گا اور نہ پیوں گا اِن دونوں نے تھوڑی دیر کے لیے مہلت دی، جب خاصی رات گزر گئی اور لوگوں کی آمد و رفت بند ہو گئی اور راستہ پر سناٹا چھا گیا، تب یہ دونوں نیک بیبیاں آپ کو سہارا دے کر بہ مشکل تمام اُن کے گھر سے لے چلیں اور تھوڑی دیر کے بعد اُنہیں حضور ﷺ کے پاس پہنچا دیا۔ حضور ﷺ نے اِن کا یہ حال دیکھا تو آپ اُن کو جھک کر دیکھنے لگے اور اُنہیں بوسہ دیا۔ اِس کے بعد تمام مسلمانوں نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کو حضور ﷺ کی طرح جھک کر دیکھا۔ صحابۂ کرام ؓ فرماتے ہیں کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کا حال دیکھ کر روتے روتے حضور ﷺ کی ہچکی بند گئی تب ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اَدب سے عرض کیا یا رسول اللہ ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں مجھے اِس تکلیف کی کوئی پرواہ نہیں البتہ اِس کا ضرور خیال ہے کہ اُس بد بخت نے میرے چہرے کو بگاڑ دیا۔ دُوسرے یہ کہ میری ماں اپنے بیٹے پر بہت شفیق ہے اور آپ بڑی برکت والے ہیں لہٰذا اِس کو کلمہ لا اِلٰہ اِلا اللہ کی دعوت دیجیے اور اللہ سے اِس کے حق میں دُعا کیجیے شاید اللہ تعالیٰ آپ کی بدولت اِس کو جہنم سے بچا لیں، آپ نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کی درخواست منظور فرما لی اور اللہ سے دُعا کرنے کے بعد اُن کی والدہ کو کلمہ لا اِلٰہ اِلا اللہ کی دعوت دی اور نتیجہ یہ ہوا کہ اُسی وقت حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی والدہ کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گئیں۔ (اَلبدایہ ج ۲ ص ۳۰)

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے اِس واقعہ کے بعد حضور ﷺ نے دُعا فرمائی کہ اے اللہ ! یا تو اَبو جہل کو اِسلام کی توفیق دے دے یا عمر کو، چنانچہ بدھ کے روز آپ نے دُعا فرمائی اور جمعرات کو حضرت عمر ؓ کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گئے اِن کے اِسلام لانے کا قصہ مشہور ہے اِس لیے نہیں لکھا جاتا۔

☆ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اِسلام لانے کے بعد حضور ﷺ کی خدمت میں عرض کیا ہم اپنے دین کو کیوں چھپائے رکھیں جبکہ ہم حق پر ہیں اور مشرکین حالانکہ اُن کا دین باطل ہے وہ اُس کو

ظاہر کر کے اپنی مشرکانہ رسومات بے دھڑک ادا کرتے ہیں، آپ نے فرمایا : یَاعُمَرُ اِنَّا قَلِیْلٌ قَدْ رَاَیْتَ مَا لَقِیْنَا اے عمر ! ہم تھوڑے ہیں اور تجھ کو معلوم ہے کہ جو کچھ ہمارے ساتھ پیش آچکا۔ حضرت عمرؓ نے کہا قسم ہے اُس ذات کی جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا میں جس مجلس میں بھی کفر کے ساتھ بیٹھا تھا اُسی مجلس میں جا کر اپنے ایمان کو بے دھڑک ظاہر کروں گا، یہ کہہ کر آپ حضور علیہ السلام کے پاس سے رُخصت ہوئے، بیت اللہ میں آئے طواف کیا پھر قریش کی مجلس میں پہنچے، قریش آپ کا اِنتظار کر رہے تھے تو اَبوجہل بولا عمر ہم نے سنا ہے تو بھی مرتد ہو گیا، تب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے با آوازِ بلند کہا اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ پس قریش کا یہ کلمہ سننا تھا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر حملہ کرنے کے لیے ٹوٹنا تھا، آناً فاناً تمام لوگ ایک دم آپ پر حملہ آور ہو گئے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ہوشیاری کی اور عُتبہ کو قبضہ میں کر کے اُس پر چڑھ بیٹھے یہ لوگ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو مار رہے تھے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نیچے پڑے ہوئے عتبہ کو مار رہے تھے یہاں تک کہ حضرت عمرؓ نے عتبہ کی آنکھوں میں اُنگلیاں دے دیں اور جب عتبہ چیخنے لگا تو لوگ گھبرا کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس سے ہٹ گئے تب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی عتبہ کو چھوڑ دیا اور واپس تشریف لائے پس اب تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو گُر ہاتھ لگ گیا جب بھی یہ لوگ آپ پر حملہ کرتے آپ اُن کے سردار کو پکڑ لیتے اور خوب کوٹتے یہاں تک کہ لوگ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے عاجز ہو گئے اور مجبور ہو کر اِن کا پیچھا چھوڑ دیا۔ (اِبن کثیر)

☆ حضرت خالد بن سعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے اِسلام لانے کا سبب یہ ہوا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ آگ کے بہت بڑے گھڑے پر کھڑا ہوں ایک آنے والا آیا اُس نے مجھے اِس میں دھکیلنا چاہا تو حضور علیہ السلام نے مجھے پکڑ لیا اور اُس میں مجھے گرنے نہ دیا، میں اپنی نیند سے جاگا اور گھبرایا ہوا اُٹھا اور اپنے دل میں کہنے لگا خدا کی قسم یہ خواب سچا ہے۔ اِس کے بعد حضرت اَبوبکرؓ سے ملا اور اُن سے اپنا خواب بیان کیا تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا دیکھ وہ رسول اللہ علیہ السلام ہیں اِن کا اِتباع کر اور اِسلام قبول کر اِسلام ہی تجھ کو جہنم میں جانے سے بچائے گا چنانچہ میں رسول اللہ علیہ السلام کی

خدمت میں حاضر ہوکر کہنے لگا: یا محمد ! کس چیز کی طرف آپ دعوت دیتے ہیں ؟ آپ نے فرمایا میں دعوت دیتا ہوں کہ اللہ ایک ہے اُس کا کوئی شریک نہیں اور محمد ﷺ اُس کا بندہ اور رسول ہے اور اِس کی دعوت دیتا ہوں کہ تو پتھروں کی پوجا چھوڑ دے جو نہ سن سکتے ہیں نہ دیکھ سکتے ہیں نہ نقصان پہنچا سکتے ہیں اور نہ نفع پہنچا سکتے ہیں اور نہ اُن کو یہ معلوم ہے کہ کون اُن کی پوجا کرتا ہے اور کون اُن کی پوجا نہیں کرتا۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے یہ سن کر کہا اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّکَ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِس پر حضور ﷺ خوش ہوئے اور خالد رضی اللہ عنہ اِس کے بعد گھر سے غائب رہنے لگے، کچھ روز بعد اُن کے باپ کو معلوم ہوا کہ خالد مسلمان ہو گئے ہیں تو اُن کے والد نے اِن کی تلاش کرائی آخر کار یہ پکڑے گئے، جب والد کے پاس پہنچے تو اُس کے ہاتھ میں ہتھوڑا تھا اُس ہتھوڑے سے اُن کے سر پر مارنا شروع کیا اور اِتنا مارا کہ ہتھوڑے کا دستہ اُن کے سر پر ٹوٹ گیا اور کہا کہ خدا کی قسم تیرا کھانا بند کر دُوں گا، اِس پر حضرت خالد رضی اللہ عنہ بولے اگر تو بند کر دے گا میرا اللہ جب تک میں زندہ رہوں گا مجھے اپنی قدرت سے دے گا اور اِس کے بعد حضور ﷺ کی خدمت میں ہمیشہ کے لیے رہنے لگے۔ (اَلبدایہ ج ۳)

☆ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ جب اِسلام کے شوق میں مکہ مکرمہ میں حاضر ہوئے تو ایسا وقت تھا کہ جنابِ رسول اللہ ﷺ کی کسی سے بات کرنا اور آپ کا پتہ بھی پوچھنا بہت بڑا جرم تھا اِس لیے ابوذر آپ کے اِنتظار میں مکہ معظّمہ تشریف لائے، اِتفاق سے آپ نے کسی مشرک سے پوچھا کہ جس کو ''صابی'' کہتے ہو یعنی رسول اللہ ﷺ کہاں ہیں ؟ بس اِتنا پوچھنا تھا کہ اُس مشرک نے میری طرف اِشارہ کیا تو وہاں کے لوگ مجھ پر پتھر اور ہڈیاں لے کر پل پڑے اور مجھے اِتنا مارا کہ میں بے ہوش ہو کر زمین پر گر پڑا پھر جب مجھ کو ہوش آیا تو میں اِس حالت میں اُٹھا کہ خون کا لوتھڑا تھا پھر میں زم زم کے کنویں کے پاس آیا اور اُس کا پانی پیا اور اپنے خون کو اُس سے صاف کیا اور خانہ کعبہ کے پردوں میں تیس روز تک چھپا رہا اور اِس عرصہ میں سوائے زم زم کے دُوسری کوئی چیز میرے حلق میں نہیں پہنچی، تیس روز کے بعد اِتفاق سے حضور ﷺ کی ملاقات بیت اللہ میں ہوئی آپ کے ساتھ حضرت

ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی تھے میں نے آپ کی خدمت میں حاضر ہوکر سلام کیا آپ نے فرمایا وعلیکم السلام تو کون ہے ؟ میں نے کہا قبیلہ غفار کا ہوں۔آپ نے فرمایا تم یہاں کب سے ہو ؟ میں نے کہا تیس روز سے،آپ نے فرمایا تم کو کھانا کون دیتا تھا ؟ میں نے عرض کیا حضور ﷺ میرے پاس سوائے زم زم کے پانی کے اور کوئی غذا نہیں تھی لیکن الحمدللہ میں پہلے سے موٹا ہوں اور کبھی بھی مجھ کو بھوک کی تکلیف محسوس نہیں ہوئی۔حضور ﷺ نے فرمایا : اِنَّھَا مُبَارَکَۃٌ اِنَّھَا طَعَامُ طَعِمٍ اِس کے بعد حضور ﷺ کی خدمت میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا حضور ﷺ آج کی رات مجھے اِجازت دیجیے کہ میں اِن کو کھانا کھلا دُوں،حضور ﷺ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اِجازت دے دی تب میں ابوبکرؓ اور حضور ﷺ حرم شریف سے رُخصت ہوئے اور ابوبکرؓ اپنے مکان پر پہنچے دروازہ کھلوایا اور میرے لیے طائف کی کشمش لے کر آئے تو تیس دن بعد جو سب سے پہلی غذا میرے پاس پہنچی وہ طائف کی یہ کشمشیں تھیں جو میں نے خوب سیر ہوکر کھائیں۔(البدایہ ج۳ ص ۳۶۵ لابن کثیر)

☆ حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کفار کے ظلم سے تنگ ہوکر ولید بن مغیرہ کی پناہ میں آگئے تھے اور ولید بن مغیرہ نے اِن کو اپنی پناہ اور حمایت میں رکھا ہوا تھا لیکن جب حضرت عثمانؓ نے دیکھا کہ حضور کے صحابہ کو جن کا کوئی پناہ دینے والا نہیں وہ قسم قسم کی تکلیفیں اور مصیبتیں برداشت کرتے ہیں اور میں ولید کی وجہ سے امن و اَمان سے صبح و شام مکہ میں بغیر کسی تکلیف کے پھرتا ہوں تو اِن کو غیرت آئی اور اپنے نفس کو ملامت کرتے ہوئے کہنے لگے خدا کی قسم ! ایک مشرک کی حمایت میں میرا پھرنا اور اپنے دینی بھائیوں کو سخت سے سخت تکلیفوں اور اِسلام کی خاطر ہر قسم کی مصیبتوں کو برداشت کرتے ہوئے دیکھنا تیری غیرت کے خلاف ہے بس تیرے لیے یہی مناسب ہے کہ تو اُس مشرک کی حمایت چھوڑ کر اِسلام کی خاطر تو بھی اپنے بھائیوں کی طرح مصیبتیں اور تکلیفیں برداشت کر چنانچہ میں ولید کے پاس گیا اور اُس سے کہا اے ابوعبد شمس ! تیری ذمہ داری پوری ہوگئی اور میں تیری حمایت اور پناہ تجھ کو واپس کرتا ہوں۔ولید کہنے لگا کیوں شاید میری قوم کے کسی فرد نے تجھ کو کوئی تکلیف پہنچائی ہے۔حضرت عثمانؓ بولے نہیں نہیں،لیکن تیری حمایت چھوڑ کر اب میں اللہ کی حمایت میں آنا پسند

کرتا ہوں اور اب میری قطعی رائے یہی ہے کہ اللہ کے سوا اور کسی کی پناہ اور حمایت حاصل نہ کروں۔ اِس پر ولید نے کہا اچھا تو بیت اللہ میں چل کر سب کے سامنے میری اَمان مجھ کو کھلم کھلا واپس کر دے جس طرح میں نے تجھ کو کھلم کھلا سب کے سامنے اَمان دی تھی ، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا بہت اچھا چلو چنانچہ دونوں کعبہ کی طرف چلے اور خانہ کعبہ میں آ کر ولید نے کہا یہ عثمان میری پناہ اور حمایت واپس کرتا ہے، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ سچ کہتا ہے میں نے اِس کو ہر قسم سے اچھا پایا معاملہ کا پکا پایا لیکن میں یہ چاہتا ہوں کہ اللہ کی پناہ میں رہوں اِس خیال سے میں نے اِن کی حمایت کو واپس کر دیا پھر یہاں سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ واپس ہوئے اور ولید بن ربیعہ قریش کی ایک مجلس میں شعر سنا رہا تھا تو اُس مجلس میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بھی بیٹھ گئے، اُس وقت لبید نے یہ مصرع کہا

اَلَا كُلُّ شَيْئٍ مَا خَلَا اللّٰهَ بَاطِلٌ

سن لو اللہ کے علاوہ ہر چیز باطل ہے

اِس کو سن کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا سچ کہا تو نے ، اِس کے بعد لبید نے دُوسرا مصرع پڑھا

وَ كُلُّ نَعِيْمٍ لَا مَحَالَةَ زَائِلٌ

اور ہر نعمت یقیناً زائل ہونے والی ہے

اِس پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا تو جھوٹا ہے جنت کی نعمتیں زائل ہونے والی نہیں بلکہ ہمیشہ رہیں گی۔ اِس پر لبید نے قوم کی طرف مخاطب ہو کر کہا دیکھو اِس نے مجھ کو کتنی تکلیف پہنچائی یہ بد بخت یہاں پر کب آیا، لوگوں نے کہا آپ غم نہ کیجئے یہ اُن ہی پاگلوں میں سے ایک پاگل ہے جنہوں نے ہمارے دین کو چھوڑ دیا اور نیا دین اِختیار کیا ہے لیکن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے پھر وہی فرمایا جھوٹا ہے تو، نعیمِ جنت زائل نہ ہوگی۔ اِس پر بات بڑھ گئی اور ولید کا وہی معتقد کافر جو سب سے یہ کہہ رہا تھا کہ یہ بھی ایک پاگل ہے آپ پرواہ نہ کریں اور کھڑا ہو گیا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی آنکھ پر اِس قدر زور سے گھونسا مارا کہ آپ کی آنکھ پھوٹ گئی۔ اُسی جگہ ولید بن مغیرہ بھی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا یہ حال دیکھ رہا تھا اُن کو سمجھانے لگا کہ اَفسوس تم نے میری حمایت واپس کر کے اپنی آنکھ بیکار کرا دی۔ اِس

پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ کی قسم ! میری تندرست آنکھ بھی تمنا کر رہی ہے کہ میں بھی اللہ کے راستہ میں پھوٹ جاؤں، اے ولید ! مجھے خدا کی پناہ کافی ہے جو تجھ سے زیادہ قادر ہے اور تجھ سے زیادہ غالب ہے۔ (اَلبدایہ والنہایہ ج ۳ ص ۹۳ ۔ حلیۃ الاولیاء ج ۱ ص ۱۰۴)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جب اِبن دغنہ کی پناہ کو واپس کر دیا، آپ خانہ کعبہ کی طرف تشریف لے جا رہے تھے تو قریش کے ایک آدمی نے آپ پر مٹی پھینکی اُس وقت حضرت اَبوبکرؓ کے سامنے سے ولید بن مغیرہ اور عاص بن وائل گزرے تو اُس سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تو نے اِس بے وقوف کو دیکھا کہ اِس نے کیا حرکت کی ہے ؟ اِس پر ولید نے جواب دیا یہ تو تم نے اپنے ساتھ خود کیا پھر کسی کو کیا کہتے ہو ! اُس وقت حضرت ابوبکرؓ نے تین مرتبہ کہا اے اللہ تو کتنا حلم والا ہے اے رب تو کتنا حلم والا ہے اے خدا تو کتنا حلم والا ہے۔ (اَلبدایہ ج ۳ ص ۹۵)

☆ حضرت اُم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں جب میرے شوہر نے ہجرت کا اِرادہ کیا تو میرے شوہر نے مجھ کو اُونٹ پر بٹھایا میری گود میں میرا شیر خوار بچہ بھی میرے ساتھ تھا، میرے شوہر اُونٹ کی نکیل پکڑ کر چلے جب اُس کو بنی المغیر ہ کے مردوں نے دیکھا تو میرے شوہر کا راستہ روک کر کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے تجھے اپنا تو اِختیار ہے لیکن اِس عورت کی مٹی کیوں خراب کرتا ہے جب ہمارے دم میں دم ہے ہم اِس عورت کو بے وجہ پردیس میں دھکے کھانے کے لیے تیرے ساتھ نہیں بھیجیں گے اور یہ کہہ کر زبردستی میرے شوہر کے ہاتھ سے اُونٹ کی نکیل چھڑا لی اور مجھ کو میرے شوہر سے چھین لیا جب میری سسرال والوں کو معلوم ہوا کہ میرے ساتھ یہ قصہ ہوا تو وہ بھی پہنچ گئے اور میرے میکے والوں سے اِن کی خوب جھڑپ ہوئی اور میرے سسرال والے کہنے لگے خدا کی قسم ! ہم اپنے بچے کو اُم سلمہ کے پاس نہ چھوڑیں گے جبکہ تم نے ہمارے آدمی سے اِس کی بیوی کو چھڑا لیا۔ آخر کار اِس کا نتیجہ یہ ہوا کہ سسرال والے میرے بچے کو زبردستی میرے پاس سے لے گئے میں اپنے میکے میں رہ گئی میرا دُودھ پیتا بچہ اپنی دادھیال میں چلا گیا اور میرا شوہر مدینہ منورہ چلا گیا۔ اِن ظالموں نے میرے شوہر کو بھی مجھ سے چھڑایا اور میرے معصوم بچہ کو بھی مجھ سے تڑوا دیا۔

بس اب میری بے چینی کا یہ عالم تھا کہ روزانہ جنگل میں نکل جاتی صبح سے شام تک اپنے شوہر اور اپنے بچہ کی جدائی میں روتی رہتی، شام ہونے پر گھر واپس آجاتی یہاں تک کہ ایک روز میں جنگل میں بیٹھی ہوئی رو رہی تھی کہ میرا ایک رشتہ دار آیا اور اُس نے میری حالتِ زار پر ترس کھایا اور میرے کنبہ والوں سے اُس نے کہا کہ ارے ظالمو ! اِس بیچاری مسکین پر رحم کھاؤ دیکھو تو سہی اِس بیچاری کا کیا حال ہو گیا ! اِس کو شوہر سے تم نے جدا کر دیا اور اِس کے بچہ کو تم نے چھنوا دیا ایک بے چاری مظلوم پر دہری مصیبتیں، آخر کہاں تک برداشت کرے، تب اُن لوگوں نے مجھ کو بلا کر کہا اچھا ہماری طرف سے تجھے اِجازت ہے کہ تو اپنے خاوند کے پاس جا سکتی ہے، جب اُن لوگوں نے مجھ کو اِجازت دے دی اور سسرال والوں کو میرے جانے کا علم ہوا تو سسرال والوں نے میرا بچہ سال کے بعد مجھ کو واپس دے دیا اور میں نے اُونٹ تیار کیا اپنا بچہ اپنی گود میں لے لیا اُس کے بعد مدینہ منورہ جانے کا قصد کیا اور اُم سلمہؓ خود فرماتی ہیں کہ اُس وقت میرے ساتھ میرے ننھے بچے کے سوا کوئی بھی اِنسان نہ تھا۔

لیکن جب میں تَنعِیم میں پہنچی تو میں وہاں حضرت عثمانؓ بن طلحہ کو دیکھا اُس نے پوچھا اے ابواُمیہ کی بیٹی کہاں جا رہی ہو ؟ میں نے کہا میں اپنے شوہر کے پاس مدینہ جا رہی ہوں، عثمانؓ بن طلحہ کہنے لگے کیا تو اکیلی ہے یا تیرے ساتھ اور کوئی بھی ہے ؟ میں نے کہا سوائے خدا تعالیٰ اور میرے اِس بچہ کے اور کوئی بھی میرے ساتھ نہیں۔ اِس پر عثمانؓ بولے خدا کی قسم ! پھر تجھ کو کون چھوڑ سکتا ہے اور اِس کے بعد میرے اُونٹ کی نکیل پکڑی اور مجھ کو لے کر چلے۔ حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں خدا کی قسم میں نے عرب میں اِس سے بہتر کوئی آدمی نہیں دیکھا جب منزل آجاتی تو میرے اُونٹ کو بٹھا دیتے تھے اور خود وہاں سے ہٹ جاتے تھے جب میں اُونٹ سے اُتر جاتی تو آتے اور میرے اُونٹ کو وہاں سے لے جاتے اور اُس کو کسی درخت کے سائے میں باندھ دیتے اور خود وہاں سے ہٹ کر دُوسرے درخت کے نیچے لیٹ جاتے اور جب جانے کا وقت آتا تو کھڑے ہوتے اور اُونٹ پر کجاوا رکھ دیتے اور تیار کر کے میرے پاس لے آتے اور اُس کو بٹھا کر وہاں سے دُور چلے جاتے اور آواز دے کر کہتے کہ سوار ہو جاؤ جب میں سوار ہو جاتی اور اچھی طرح بیٹھ جاتی تو پھر آتے اور میرے اُونٹ کی

نکیل پکڑ کر پھر چل دیتے۔ آخر کار میرے اُونٹ کے ساتھ ہر منزل پر اِسی طرح کرتے ہوئے مجھ کو مدینہ پہنچا دیا، جب قبا کا ایک گاؤں آیا تو مجھ سے کہا کہ تیرا شوہر اِس گاؤں میں ٹھہرا ہوا ہے تو اللہ کا نام لے کر یہاں چلی جا۔ اور یہ کہہ کر اُسی وقت مکہ مکرمہ واپس ہو گیا اور عثمان اُس وقت تک کافر تھے اور حدیبیہ کے بعد اِسلام لائے۔ حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا فرمایا کرتی تھیں اُس سال جتنی اَبو سلمہؓ کے اہل وعیال کو تکلیف پہنچی اِتنی اِسلام میں کسی کو تکلیف نہیں پہنچی اور میں نے عثمانؓ بن طلحہ سے زیادہ کسی کو شریف نہیں دیکھا۔ (اَلبدایہ لابن کثیر ج ۳ ص ۱۷۰)

☆ حضرت خباب بن الارت شروع ہی میں پانچ چھ آدمیوں کے بعد مسلمان ہو گئے اِس لیے بہت زمانے تک تکلیفیں اُٹھاتے رہے مشرکینِ مکہ اِن کو لوہے کی زِرہ پہنا کر دھوپ میں ڈال دیتے تھے جس سے گرمی اور تپش کی وجہ سے پسینوں پر پسینے بہتے تھے۔ اکثر اَوقات اِن کو گرم ریت پر بالکل سیدھا لٹا دیا جاتا جس کی وجہ سے اِن کی کمر کا گوشت بالکل گل کر گر گیا تھا، اِن کی مالکہ لوہے کو گرم کر کے اِن کے سر کو اِس سے داغ دیتی تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانہ خلافت میں حضرت خبابؓ سے اِن تکالیف کی تفصیل پوچھی جو اِن کو لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ پڑھنے کے بعد پہنچائی گئی تھیں، اُنہوں نے عرض کیا کہ اَمیر المومنین میری کمر کو دیکھئے یہ کہہ کر کمر سے کرتہ اُٹھایا اور حضرت عمرؓ نے اِن کی کمر دیکھ کر اَفسوس کے ساتھ فرمایا خبابؓ ایسی کمر تو میں نے کسی کی بھی نہیں دیکھی۔ حضرت خبابؓ نے فرمایا یا اَمیر المومنین مجھے آگ کے اَنگاروں پر لٹایا گیا اور اُس کے بعد گھسیٹا گیا، اُن اَنگاروں کو میری کمر سے جو خون اور چربی نکلتے تھے وہ بجھاتے تھے۔ (حکایاتِ صحابہؓ و تفسیر ابن کثیر)

ناظرین کو اِن واقعات سے اَندازہ ہو گیا ہوگا کہ صحابہؓ نے کلمہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کے پڑھنے کے بعد کتنی قربانیاں دیں کیونکہ پہلے وہ حضرات اِس کلمہ کی حقیقت کو دل سے تسلیم کرتے تھے پھر زبان سے اُس کا اِقرار کرتے تھے اور آج ہم اپنے گریبانوں میں منہ ڈال کر دیکھیں کہ آخر ہم بھی کلمہ گو ہیں اور دین کی خاطر ہم کیا کیا مالی قربانیاں دیتے ہیں اور لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کی خاطر کتنی جانی قربانیاں پیش کرتے ہیں اور کتنی خواہشات اور رسومات کو چھوڑتے اور پامال کرتے ہیں۔ (باقی صفحہ ۶۳)

شوال کے چھ روزوں کی فضیلت

﴿ حضرت مولانا نعیم الدین صاحب، اُستاذ الحدیث جامعہ مدنیہ لاہور ﴾

اَحادیثِ مبارکہ میں شوال المکرّم کے چھ نفلی روزوں کی بڑی فضیلت ذکر کی گئی ہے چنانچہ میز بانِ رسول ﷺ حضرت اَبو اَیوب اَنصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا :

مَنْ صَامَ رَمَضَانَ ثُمَّ اَتْبَعَہٗ سِتًّا مِّنْ شَوَّالٍ کَانَ کَصِیَامِ الدَّھْرِ. [1]

''جس شخص نے رمضان کے روزے رکھے پھر اُس کے بعد شوال کے چھ روزے بھی رکھے تو اُس کا یہ عمل ہمیشہ روزے رکھنے کے برابر ہوگا۔''

ف : علماءِ کرام فرماتے ہیں کہ رمضان کا مہینہ اگر اُنتیس ہی دن کا ہو تب بھی اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے تیس روزوں کا ثواب دیتے ہیں اور شوال کے چھ نفلی روزے شامل کرنے کے بعد روزوں کی تعداد چھتیس ہو جاتی ہے، اللہ تعالیٰ کے کریمانہ قانون ﴿ اَلْحَسَنَۃُ بِعَشْرِ اَمْثَالِھَا ﴾ (ایک نیکی کا ثواب دس گنا) کے مطابق ۳۶ کا دس گنا ۳۶۰ ہو جاتا ہے اور پورے سال کے دن ۳۶۰ سے کم ہی ہوتے ہیں سو جس نے پورے رمضان المبارک کے روزے رکھنے کے بعد شوال میں چھ نفلی روزے رکھے وہ اِس حساب سے ۳۶۰ روزوں کے ثواب کا مستحق ہوگا، اور اَجر و ثواب کے لحاظ سے یہ ایسا ہی ہوگا جیسے کوئی بندہ سال کے ۳۶۰ دن برابر روزے رکھے۔

بہتر ہے کہ یہ روزے شوال کے شروع میں رکھ لیے جائیں کیونکہ رمضان میں روزے رکھنے سے روزوں کی عادت سی ہو جاتی ہے اِس لیے بعد کے چھ روزے رکھنا مشکل نہیں ہوتا، دُوسرے اِن روزوں کو مؤخر کرنے کی صورت میں بسا اَوقات روزے رکھنے کا اِتفاق نہیں ہوتا اور اِس طرح یہ رہ جاتے ہیں۔

---

[1] مسلم شریف کتاب الصوم رقم الحدیث ۱۱۶۴ ، مشکوۃ کتاب الصوم رقم الحدیث : ۲۰۴۷

بعض لوگ عید کے دُوسرے دن ہی سے اِن روزوں کے رکھنے کو ضروری خیال کرتے ہیں یہ غلط ہے فقہائے کرام کا کہنا ہے کہ شوال میں جب بھی یہ روزے رکھ لیے جائیں جائز ہے اور اِن کا اَجر وثواب ملتا ہے۔

یاد رہے کہ جس کے رمضان کے کچھ روزے رہ گئے ہوں پہلے وہ اُن کو رکھے بعد میں شوال کے روزے رکھے، اگر کوئی شوال کے روزوں میں قضاءِ رمضان کی نیت کرے گا تو اُسے مذکورہ ثواب حاصل نہیں ہوگا کیونکہ جب کوئی شوال کے روزوں میں قضاءِ رمضان کی نیت کرے گا تو وہ تو رمضان کے روزے پورے کرے گا، اگر مزید روزے رکھتا ہے تو رمضان اور شوال کے روزے مِل کر مذکورہ ثواب کے حصول کا ذریعہ بنیں گے ورنہ نہیں مثلاً کسی کے رمضان کے چھ روزے قضا ہوگئے اَب وہ شوال میں چھ روزے قضاءِ رمضان کے رکھتا ہے تو اِس طرح اُس کے رمضان کے تیس روزے پورے ہوئے اب اگر چھ روزے مزید رکھے گا تو چھتیس بنیں گے اور تین سو ساٹھ روزوں کا ثواب ہوگا ورنہ نہیں۔

ماہنامہ اَنوار مدینہ لاہور میں اِشتہار دے کر آپ اپنے کاروبار کی تشہیر
اور دینی اِدارہ کا تعاون ایک ساتھ کر سکتے ہیں !

نرخ نامہ

بیرون ٹائٹل مکمل صفحہ	2000		اَندرون رسالہ مکمل صفحہ	1000
اَندرون ٹائٹل مکمل صفحہ	1500		اَندرون رسالہ نصف صفحہ	500

پروفیسر عقیل احمد صدیقی

گلہائے عقیدت

دل نے پیا جب جامِ محمد
اُونچا ہے سب سے نامِ محمد

آیا زبان پر نام محمد
صلی اللہ علیہ وسلم

عشقِ نبی کا آیا موسم
ہادیٔ برحق رحمتِ عالم

دل سے مٹے دُنیا کے سبھی غم
صلی اللہ علیہ وسلم

آپ ہیں ایسے رہبرِ کامل
کشتہ جان کو مل گیا ساحل

پھیلایا حق اور مٹ گیا باطل
صلی اللہ علیہ وسلم

حق نے اُتارا آپ پہ قرآں
آپ ہی شافع آپ ہی فرقاں

معدنِ حکمت نور کا عرفاں
صلی اللہ علیہ وسلم

آپ ہی نبیوں کے خاتم
بحرِ کرم کے آپ ہیں حاکم

سب پہ اِطاعت آپ کی لازم
صلی اللہ علیہ وسلم

آپ ہیں جہل و کفر کے دُشمن
حق کا اُجالا گلشن گلشن

علم و فضل کے آپ ہیں مخزن
صلی اللہ علیہ وسلم

جہد و عمل میں آپ ہیں ساعی
اُمتِ مسلم کے ہیں راعی

علم و عمل کے آپ ہیں داعی
صلی اللہ علیہ وسلم

حق نے کہا یہ ''آپ بشر ہیں''
بعدِ خدا سب سے بہتر ہیں

جن و ملائک سے برتر ہیں
صلی اللہ علیہ وسلم

میں نہیں عزت و جاہ کا طالب
وردِ زباں رہتا ہے غالب

نورِ ہدایت کا میں جالب
صلی اللہ علیہ وسلم

روزِ جزا سے مت ہو غافل
پائے اَماں اِس وِرد سے کامل

کون عقیل اور کیسا عاقل
صلی اللہ علیہ وسلم

خوش آئند لمحات

خدا کرے ثابت قدمی رہے

﴿ جناب مولانا قاری تنویر اَحمد صاحب شریفی، کراچی ﴾

یہ بات اَظہر من الشمس ہے کہ اہلِ سنت والجماعت دیو بند مکتبہ فکر ہمیشہ رواداری اور اِحترامِ مسالک پر عمل پیرا رہی ہے اور اب بھی یہی راہ رکھتی ہے، دیو بند مکتبہ فکر کا معاصر بریلوی مکتبہ فکر کی طرف سے اور اُن کے بانی کی طرف سے فرقہ وارانہ پہل ہوئی ہے اِس پر ہمارے بزرگوں نے دفاعی پہلو کو اِختیار کیا ہے۔ شیخ الاسلام حضرت مولانا سیّد حسین احمد مدنی نور اللہ مرقدہٗ کی کاوِش ''اَلشِّہَابُ الثَّاقِبُ'' اور مناظر اِسلام حضرت مولانا سیّد مرتضیٰ حسن چاند پوری رحمة اللہ علیہ کے رسائل اِس کے گواہ ہیں۔

بریلوی مکتبہ فکر کے بانی جناب مولانا احمد رضا خان صاحب بریلوی نہایت متشدد واقع ہوئے ہیں اِس کا اِعتراف بعض بریلوی بزرگوں اور اہلِ قلم کو بھی ہے جس کے اِظہار کا یہ موقع نہیں ہے۔

مسلمانوں کے لیے نہایت خوشی کا مقام ہے کہ اَعلیٰ سطح پر بریلوی مکتبہ فکر کے رہنما بلکہ یہ نہایت واضح ہوگا کہ بریلوی مکتبہ فکر کے بانی جناب مولانا احمد رضا خان صاحب بریلوی کی اولاد میں سے مولانا توقیر رضا خان صاحب نے دارُ العلوم دیو بند کا دورہ کیا مولانا توقیر رضا خان صاحب مولانا احمد رضا خان صاحب کے سگڑ پوتے ہیں اِن کا سلسلہ نسب اِس طرح ہے : مولانا توقیر رضا خان اِبن مولانا ریحان رضا خان عرف ریحان میاں اِبن مولانا اِبراہیم رضا خان عرف جیلانی میاں اِبن مولانا حامد رضا خان اِبن مولانا احمد رضا خان صاحب۔

مرشدی حضرت مولانا سیّد اَرشد صاحب مدنی مدظلہم (اُستاذ الحدیث دارُ العلوم دیو بند اور صدر جمعیۃ علمائے ہند) کو اللہ تعالیٰ نے مرجع خلائق بنایا ہے آپ ہندوستان میں اِس وقت مسلمانوں (بلاتفریقِ مسلک) اور دیگر اَقلیتوں کے لیے بہت بڑی ڈھارس ہیں، بلاکسی جرم کے جو مسلمانوں کو

پابندِ سلاسل کر دیا جاتا ہے اور اِلزام یہ لگایا جاتا ہے کہ یہ دہشت گرد ہیں (یہ مسئلہ صرف ہمارے ملک پاکستان کا ہی نہیں ہندوستان کا بھی ہے) حضرت مولانا مدظلہم اُن کے لیے جدو جہد کرتے ہیں مقدمات لڑتے ہیں جمعیۃ علمائے ہند کے تحت پوری کوشش کر کے اُنہیں رہا کرایا جاتا ہے اِس کے شکریہ کے لیے ۵؍مئی ۲۰۱۶ء کو مولانا توقیر رضا خان صاحب دیو بند تشریف لائے حضرت مولانا مدظلہم ایک سفر پر تھے اُن سے تو مولانا توقیر صاحب کی ملاقات نہ ہوسکی لیکن دیو بند کے بزرگوں سے ملاقات میں اُنہوں نے کیا کہا ؟ ہندوستانی اَخبار روزنامہ ممبئ اُردو نیوز کے صفحہ اَوّل پر یہ خبر بہت نمایاں شائع ہوئی :

مولانا توقیر رضا خان کی مہتمم دارُالعلوم دیو بند سے تاریخی ملاقات

''دیو بند، ۸؍مئی (فیروز خان اور مہدی حسن کی رپورٹ) آر ایس ایس جس منظّم طریقے سے مسلمانوں کو مسلکی عقائد میں تقسیم کرنے کے ساتھ اُن کو بدکام کرنے کی کوشش کررہی ہے اِس کے لیے ضروری ہے کہ تمام مسلکی وعقائد کے اِختلافات کو بالائے طاق رکھ کر اِس ظلم کے خلاف متحد ہوجانا چاہیے، اِس ملک میں جمہوریت سیکولرازم اور ہندوستانی قوم کو متحد رکھنے کی زیادہ ذمہ داری مسلمانوں کی ہے۔ جمعیت علمائے ہند کے صدر مولانا اَرشد مدنی دہشت گردی کے جھوٹے اِلزامات میں گرفتار مسلم نوجوانوں کو رہا کرانے کا جو کام کر رہے ہیں وہ قابلِ قدر ہے ہندوستان میں اِن کا کوئی ثانی نہیں ہے۔''

اِن خیالات کا اِظہار آل اِنڈیا اِتحادِ ملت کونسل کے صدر مولانا توقیر رضا نے دارُالعلوم دیو بند کے گیسٹ ہاؤس میں ذمہ داران وعلمائے کرام سے ملاقات کے دوران اَخباری نمائندوں سے گفتگو کرتے ہوئے کیا۔ مولانا توقیر کی قیادت میں ڈاکٹر محمد جرار علیگ، محمد ساجد دہلوی، قاری شفیق میرٹھی، حاجی عارف دہلوی، محمد معصوم بریلوی، مولانا مفتی شریف اِمام وخطیب مسجد اَپولو ہاسپٹل دہلی اور محبوب عالم پر مشتمل ایک وفد تین یوم قبل دہلی پولیس کے اسپیشل سیل کی جانب سے دہشت گردی کے شبہ میں گرفتار کیے جانے والے نوجوان شاکر کے اہلِ خانہ سے ملاقات کر کے اصل صورتِ حال سے واقفیت

حاصل کرنے کے لیے دیوبند پہنچا۔ مولانا توقیر رضا نے شاکر کی والدہ اور دیگر اہلِ خانہ سے ملاقات کی اِس کے بعد دارُالعلوم کے مہمان خانے میں تشریف لائے اور میڈیا سے گفتگو کرتے ہوئے آپ نے فرمایا :

''دہشت گردی پوری دُنیا کے لیے ایک لعنت ہے کوئی بھی مسلمان آتنگ وادی ہرگز نہیں ہوسکتا، پوری دُنیا میں مسلمانوں کے خلاف ایک منظّم سازش چل رہی ہے۔ آر ایس ایس کی ذہنیت والے اَفسران علماء وزعمائے قوم کو آتنگی گردان کر مسلمان اور اِسلام کو بدنام کرنا چاہتے ہیں، جب ہمارے قائدینِ ملت دہشت گردی سے نفرت کرتے ہیں تو ہم اپنے بچوں کو کیسے دہشت گردی کے لیے چھوڑ سکتے ہیں۔''

اُنہوں نے کہا کہ

''دیوبند آنے کا مقصد صرف اور صرف یہ ہے کہ عقائد میں اِختلاف کے باوجود ہم سارے مسلمان سیکولر اِزم اور جمہوریت کے محافظ ہیں۔ دیوبندی اور بریلوی سب مل کر ملک ایکتا اور اکھنڈتا کی حفاظت کریں گے۔ عقائد میں سمجھوتا نہ کر کے بھی ہم ملک وملت کے لیے سارے مسلمان بلاتفریقِ مسلک کل بھی ایک تھے آج بھی ایک ہیں۔''

اُنہوں نے دارُالعلوم دیوبند کے مہتمم مفتی ابوالقاسم نعمانی سے گزارش کی کہ

''ملتِ اِسلامیہ ہند کے لیے ہم سب ایک ہیں بریلوی دیوبندی کے نام پر ہم آپس میں لڑکر دُوسروں کو ہمارے اِتحاد میں مینڈھ لگانے نہیں دیں گے۔''

اُنہوں نے مزید کہا کہ

''مسلم نوجوانوں کو حکومتی اہلکار اور تفتیشی ایجنسیاں جس طرح سے بغیر کسی ثبوت کے پابندِ سلاسل کر رہی ہیں ہم سب اِس کے خلاف ہمہ وقت سینہ سپر ہیں، شاکر اور اِس جیسے جتنے بھی بے گناہ گرفتار کیے گئے ہیں وہ سب میرے اور ہمارے بچے ہیں اور میں اِس یقین کے ساتھ ہی دیوبند شاکر کی والدہ سے ملنے آیا ہوں کہ شاکر

بالکل بے قصور ہے اِسے جلد اَز جلد رہا کیا جائے، اُنہوں نے کہا میں ذاتی طور پر آسرائے اَسیرانِ ملت مولانا اَرشد مدنی کا ملت کی جانب سے شکریہ اَدا کرتا ہوں اور اُنہیں سلام کرتا ہوں کہ وہ تن تنہا ملت کی مسیحائی اور آسرائی بحسن وخوبی کر رہے ہیں۔''

اُنہوں نے مہتمم دارُ العلوم دیو بند سے کہا کہ

''ملت اور علماء وزعمائے قوم کے مسائل پر جب بھی آنچ آئے گی ہم دوڑ کر آپ کے پاس آئیں گے اور مل کر ظلم کے خلاف میدان میں کودیں گے۔''

مفتی اَبوالقاسم نعمانی مہتمم دارُ العلوم دیو بند نے اِس تاریخی موقع پر مولانا توقیر رضا صاحب کا شکریہ اَدا کرتے ہوئے کہا کہ

''دارُ العلوم دیو بند ہمیشہ سے دہشت گردی کے خلاف جدو جہد کرتا آیا ہے ۲۰۰۸ء میں جب میڈیا اور بھگوا اَفسران اِسلام کو آتنگ کا مذہب اور مسلمانوں کو آتنگ وادی ثابت کرنے کے لیے اَیڑی چوٹی کا زور لگا رہے تھے تب دارُ العلوم کے پلیٹ فارم سے ہی اَکابرینِ دیو بند نے بلاتفریقِ مسلک ایک عہد آفریں دہشت گردی مخالف کانفرنس بلائی جس نے بین الاقوامی میڈیا کا رُخ بدل دیا اور آج بھی ہم اُسی طرح آتنگ واد کے خلاف لڑ رہے ہیں ،فرضی طور پر جس طرح سے ہمارے بچوں کو گرفتار کر کے زدّ وکوب کیا جا رہا ہے ہم دیو بند و بریلوی مسلک کے نمائندے ایک آواز میں حکومتِ ہند سے مطالبہ کرتے ہیں کہ اِنصاف کے اِس دوہرے روّیے کو بند کر کے اپنے بے مہار اَفسران پر قدغن لگائیں۔''

نیز مہتمم دارُ العلوم نے یہ بھی کہا کہ

'' علمائے اُمت و دانشورانِ قوم ہی اِس وقت اُمت کی نمائندگی اور راہنمائی کر رہے ہیں قوم کو اِن پر اِعتماد کرنا چاہیے۔''

مولانا توقیر رضا صاحب نے صحافیوں کے سوالوں کے جواب میں کہا کہ

''ہم مسلمان اَمن پسند سیکولر لوگ ہیں، ہم بھونڈی زبان کا اِستعمال کرنا نہیں چاہتے ہمارے بچوں کو ہم جانتے ہیں کہ وہ ہرگز اِس لعنت میں نہیں پڑ سکتے۔''

ایک سوال کے جواب میں اُنہوں نے کہا کہ

''شراب اُم الخبائث ہے۔ اُتر پردیش ایک تیرتھ استھان یعنی مذہی مقام ہے، کاشی رشی متھرا، دیو بند اور بریلی سب بین الاقوامی مذہبی مقامات ہیں لہٰذا یہاں حکومت کو شراب پر پابندی لگانی چاہیے۔''

صوفی کانفرنس کے نام پر مسلمانوں میں تفرقہ پیدا کرنے کی ناپاک کوشش پر اِس عظیم رہنما کی جانب سے مخالفت اور فتویٰ دینے پر دارُالعلوم کے میڈیا اِنچارج اَشرف عثمانی نے دارُالعلوم کی جانب سے اِن کا شکریہ اَدا کیا۔

دارُالعلوم دیو بند کے مہمان خانے میں اِس تاریخی لمحے کے گواہ بننے والوں کی آنکھوں سے خوشی کے آنسو چھلک رہے تھے۔ قبل اَزاں محروس شاکر کی والدہ سے ملاقات کے بعد دارُالعلوم آمد پر اَشرف عثمانی، مہدی حسن عینی، اَختر قاسمی، شاہد قاسمی، اَسعد قاسمی سمیت ایک اَژدحام نے اِس مؤقر وفد اور مولانا توقیر رضا صاحب کا پرتپاک خیر مقدم کیا۔

بعدہٗ مولانا اپنے وفد کے ساتھ آستانۂ قاسمی تشریف لے گئے جہاں مولانا سفیان صاحب قاسمی اور مولانا شکیب قاسمی نے اِن کا پرتپاک اِستقبال کیا، مولانا توقیر رضا صاحب نے حضرت مولانا سالم صاحب قاسمی سے دُعا اور سرپرستی کی درخواست کی۔ آستانۂ قاسمی سے واپسی کے بعد مولانا وفد سمیت دارُالعلوم دیو بند تشریف لے گئے۔

مولانا توقیر رضا خان صاحب نے جو کرم نوازی فرمائی اور حضرت مولانا مفتی اَبوالقاسم صاحب نعمانی مدظلہم نے جو کچھ فرمایا خدا کرے حاسدین کے حسد اور بدنظروں کی نظرِ بد سے محفوظ رہے، آمین ! یہ خوش آئند لمحات ماضی کی تلخیوں کو نسیاً منسیاً کر سکتے ہیں۔

فروعی اِختلافات کو اُس کی حد میں رہنا چاہیے میں نے اُوپر کی سطور میں لکھا ہے کہ ہمارے

بزرگوں نے اِس سلسلے میں ہمیشہ دفاعی صورت اِختیار فرمائی ہے اِس وقت بھی اُسی کی پیروی کی ضرورت ہے مجھے یقین ہے کہ مولانا توقیر رضا خان صاحب کے اِس مبارک عمل سے اُن کے جدا مجد (سگڑ دادا) مولانا احمد رضا خان صاحب کی رُوح کو ایک طویل عرصے کے بعد تسکین ہوئی ہوگی اور وہ اپنے اِس لختِ جگر خاص کے لیے شکر گزار ہو رہے ہوں گے لیکن اَفسوس اِس کا ہے کہ ہر مرتبہ ایسے لوگ منافقت پر اُتر آتے ہیں جو اُمت کو ایک نہیں ہونے دیتے۔ مولانا توقیر رضا خان صاحب کے اِس عملِ خیر کے بعد یہ بیان بھی ہندوستان کے اَخبار میں آیا کہ

''مولانا توقیر رضا خان صاحب اپنے اِس گناہ سے توبہ کریں ورنہ اُنہیں جہاں جماعت سے الگ کیا جائے گا وہیں خاندان سے بھی نکال دیا جائے گا۔''

جس کے بعد مولانا صاحب نے بڑی جرأت کے ساتھ یہ بیان دیا :

بریلی (آئی این این) نبیرۂ اعلیٰ حضرت اور آل اِنڈیا اِتحاد ملت کونسل (آئی ایم سی) کے صدر مولانا توقیر رضا خان نے ایک ہوٹل میں پریس کانفرنس کر کے کہا کہ میرے دیوبند جانے پر سوال کھڑا کرنے والے اپنا محاسبہ کریں میں سب کے بارے میں جانتا ہوں کون دیوبندیوں کے ساتھ کھاتا پیتا ہے اور کس نے اُن سے اپنی بیٹی پوتے کا رشتہ کیا، زبان کھل گئی تو اُن سب کو پھر سے نکاح اور کلمہ پڑھنا پڑے گا۔ مولانا نے یہ بھی اعلان کیا کہ ملی مسائل اور قوم کے مسائل کے لیے ایک بار نہیں بار بار دیوبند جاؤں گا۔

مولانا توقیر رضا صاحب نے اِتنے پر ہی بس نہیں کیا بلکہ بہت کچھ کہہ گئے اُنہوں نے کہا کہ

''اَعلیٰ حضرت ایک خاندان کی جائیداد نہیں ہیں دُنیا بھر کے مسلمانوں کے لیے ہیں لیکن کچھ لوگوں نے اُنہیں پرائیویٹ پراپرٹی بنا رکھا ہے، چند لوگ دُنیا بھر میں بدنامی کروا رہے ہیں، دینی ذمہ داری بھول کر طرح طرح کی بیان بازیوں میں لگ گئے ہیں اور اِسلام دشمن طاقتیں مسلمانوں کو بانٹ کر برباد کرنے میں لگی ہوئی ہیں

مسلمان نو جوانوں کو دہشت گردی کے اِلزام میں جھوٹا پھنسایا جا رہا ہے، تب جبکہ وزیر داخلہ راج ناتھ سنگھ راجیہ سبھا میں بیان دے چکے ہیں کہ ملک کا کوئی مسلم دہشت گرد نہیں ہے، اِلزام لگایا کہ آر ایس ایس سازش رچ رہا ہے تاکہ دُوسرے مذاہب کے لوگوں میں نفرت پیدا کر سکے۔ علماء کو اِس کی فکر نہیں ہے بلکہ اِس طرح کی بیان بازیوں میں لگ گئے ہیں، اُنہوں نے خبردار کیا کہ اگر نہیں سدھرے تو اسپین کی طرح مسلمانوں کا حشر ہوگا۔ صفائی دی کہ میں ملک اِسلام اور قوم سے محبت کرتا ہوں اِس لیے ملی مسائل کے تئیں ملک کے مسلمانوں کو ایک کروں گا۔ اگر دیوبند جانے کی مخالفت ہے تو ایک بار نہیں بار بار جاؤں گا اِن پر لاحول پڑھنے والوں کو خود کے اعمال دیکھنے کی نصیحت کی۔''

مولانا توقیر صاحب نے ملی مسائل پر مسلمانوں سے بھی ایک ہونے کا اعلان کیا، مولانا نے کہا کہ

''مسلمانوں کو ملی مسائل پر ایک کرنے کا کام شریعت کے دائرے میں رہ کر رہا ہوں مخالفت کرنے والے مفتی اور عالم نہیں جو فتوی لگائیں گے، اگر مجھ سے غلطی ہوئی ہے تو جامعہ اَشرفیہ مبارکپور کے مفتی سے بات کروں گا، منصفانہ فیصلے کی اُمید مارہرہ شریف سے بھی ہے اگر غلطی ہوئی تو دُنیا کے سامنے توبہ کروں گا۔''

صحافیوں کے اِستفسار پر مولانا نے کہا :

''سبحانی میاں بڑے بھائی ہیں اِس لیے بڑے کی حیثیت سے جو کہیں گے اُسے تسلیم کروں گا اُنہیں کچھ لوگوں نے ورغلا دیا تھا اِس لیے اُنہوں نے اِس طرح کا بیان دیا ہے۔''

مولانا نے مزید کہا :

''بریلوی دیوبندیوں کے درمیان مسلکی جنگ ہے، کچھ دیوبندی علماء نے اپنی کتاب میں قابلِ اِعتراض باتیں لکھی ہیں دونوں علماء کے ساتھ بیٹھ کر دونوں مسلکوں کی

دُوریاں مٹاؤں گا جس سے بریلوی اور دیوبندیوں کی لڑائی مکمل طور سے ختم ہو سکے۔
''(روزنامہ اِنقلاب اِنڈیا ۱۳؍مئی ۲۰۱۶ء)

ہم جناب مولانا توقیر رضا خان صاحب زادعلمہ' کے لیے دُعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ اُن سے دین کی یہ اہم خدمت مزید لے کہ مسلمانوں میں اِتحاد و اِتفاق ہو سکے، آمین بجاہ سیّد المرسلین ﷺ !

بقیہ : فضائل کلمہ طیبہ اور اُس کی حقیقت

بات یہ ہے کہ یہ کلمہ سہولت کے ساتھ ہم کو بلا تکلیف ماں باپ کی وجہ سے مِل گیا لیکن ہم پھر بھی اِس کے تقاضے پورے نہیں کرتے، آج ہماری صورتیں اِسلام کے خلاف ہیں ہمارا کردار اِسلام کے برعکس ہے ہمارے معاملات غیر اِسلامی ہیں، تمدن و طرزِ زندگی کفار سے ملتا جلتا، ہماری صورتیں شیطانی، ہمارے کاروبار حرام اور بددیانتیوں سے لبریز ہیں۔ کیا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کے تقاضے اور مطالبے اِسی طرح پورے کیے جاتے ہیں ؟ مسلمانوں ! بہت افسوس کی بات ہے۔(جاری ہے)

جامعہ مدنیہ جدید کے فوری توجہ طلب ترجیحی اُمور

(۱) مسجد حامد کی تکمیل

(۲) طلباء کے لیے دارُالاقامہ (ہوسٹل) اور دَرسگاہیں

(۳) کتب خانہ اور کتابیں

(۴) پانی کی ٹنکی

ثواب جاریہ کے لیے سبقت لینے والوں کے لیے زیادہ اَجر ہے۔(ادارہ)

تبصرے کے لیے ہر کتاب کے دو نسخے آنے ضروری ہیں۔

تقریظ و تنقید

مختلف تبصرہ نگاروں کے قلم سے

نام کتاب : جواہراتِ مدنی ؒ

اِفادات : حضرت مولانا سیّد حسین اَحمد مدنی قدس سرہٗ

جمع وترتیب : حضرت مولانا محمد اِسحاق صاحب ملتانی زید مجدہم

صفحات : ۲۸۸

سائز : ۲۳×۳۶/۱۶

ناشر : اِدارہ تالیفاتِ اَشرفیہ ملتان

زیرِتبصرہ کتاب ''جواہراتِ مدنی'' شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سیّد حسین اَحمد مدنی قدس سرہٗ کے حکمت سے پُر نہایت قیمتی اِرشادات وفرمودات کا مجموعہ ہے جو مولانا محمد اِسحاق صاحب زید مجدہم نے پچاس سے زائد کتب ورسائل سے جمع کیا ہے۔

اِسی کے ساتھ اِس میں آپ نے حضرت مدنی قدس سرہٗ کی زندگی کے ایک عظیم پہلو کو بھی اُجاگر کیا ہے اور وہ ہے ''آپ کا سیاسی اِختلاف کے باوجود ہم عصر اَکابر سے محبت واِکرام کا برتاؤ'' جو دورِ حاضر میں ہم جیسے اَخلاف واَکابر واَصاغر کے لیے بہترین مشعل راہ ہے، نیز اِس کتاب میں مولانا موصوف نے حضرت مدنی قدس سرہٗ کی زندگی کے بعض ایسے حیرت انگیز واقعات بھی ذکر کیے ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ آپ کی شخصیت بارگاہِ اِلٰہی کی مقبول شخصیتوں میں سے تھی، مولانا موصوف کو اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے کہ اُنہوں نے اِس کتاب کی جمع وترتیب میں محنت کی اور اِسے ایک بہترین گلدستہ بنا کر پیش کیا، قارئین اِس کتاب سے ضرور اِستفادہ فرمائیں۔ ✿ ✿ ✿

جامعہ مدنیہ جدید و مسجد حامدؒ
کی تعمیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیجیے

بانیٔ جامعہ حضرت اَقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب رحمہ اللہ نے جامعہ مدنیہ کی وسیع پیمانے پر ترقی کے لیے محمد آباد موضع پاجیاں (رائیونڈ روڈ لاہور نزد چوک تبلیغی جلسہ گاہ) پر برلب ِسڑک جامعہ اور خانقاہ کے لیے تقریباً چوبیس ایکڑ رقبہ ۱۹۸۱ء میں خرید کیا تھا۔ جہاں الحمد للہ تعلیم اور تعمیر دونوں کام بڑے پیمانہ پر جاری ہیں۔ جامعہ اَور مسجد کی تکمیل محض اللہ تعالیٰ کے فضل اور اُس کی طرف سے توفیق عطاء کیے گئے اہلِ خیر حضرات کی دُعاؤں اور تعاون سے ہوگی۔ اِس مبارک کام میں آپ خود بھی خرچ کیجیے اَور اپنے عزیز واَقارب کو بھی ترغیب دیجیے۔ ایک اَندازے کے مطابق مسجد میں ایک نمازی کی جگہ پر دس ہزار روپے لاگت آئے گی، حسب ِاستطاعت زیادہ سے زیادہ نمازیوں کی جگہ بنوا کر صدقۂ جاریہ کا سامان فرمائیں۔

منجانب

سیّد محمود میاں مہتمم جامعہ مدنیہ جدید و اَراکین اَور خدام خانقاہِ حامدیہ

خطوط، عطیات اور چیک بھیجنے کے پتے

سیّد محمود میاں ''جامعہ مدنیہ جدید'' محمد آباد 19 کلو میٹر رائیونڈ روڈ لاہور

فون نمبر : 35330310 - 42 - 92+ فیکس نمبر 35330311 - 42 - 92+

فون نمبر : 37726702 - 42 - 92+ فیکس نمبر 37703662 - 42 - 92+

موبائل نمبر 4249301 - 333 - 92+

جامعہ مدنیہ جدید کا اَکاؤنٹ نمبر (0-7915-100-020-0954)MCB کریم پارک برانچ لاہور

مسجد حامد کا اَکاؤنٹ نمبر (1-1046-100-040-0954)MCB کریم پارک برانچ لاہور

MONTHLY ANWAR - E - MADINA LAHORE. CPL: 67

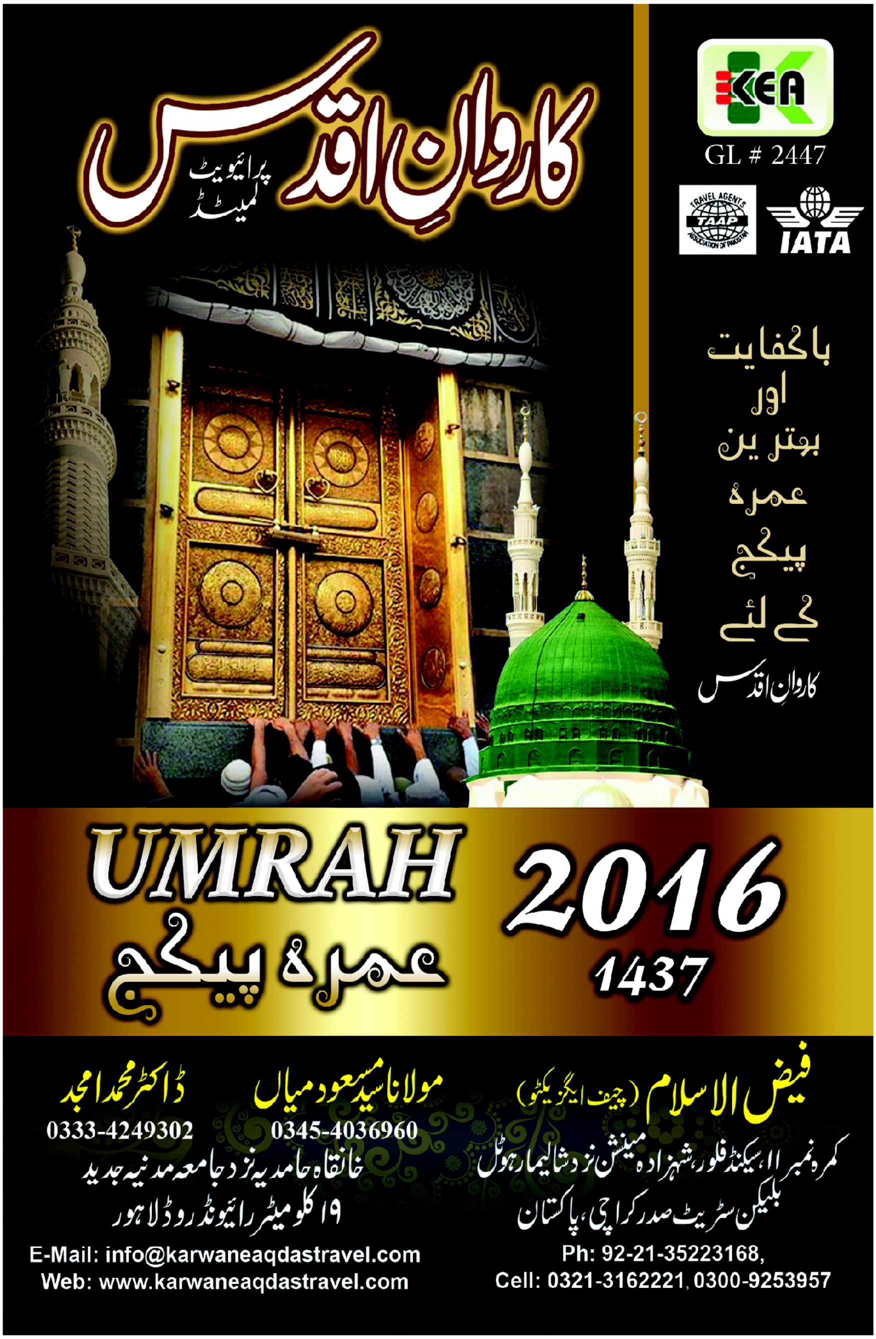

Waseem Graphics, 0333-4165728